ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی، بہار کے ذریعہ تیار کیا گیا

دوسالہ کورس

ڈپلومہ اِن ایلیمنٹری ایجوکیشن

(D.EL.Ed.)

اردو زبان کا اصولِ تدریس

(سال دوئم)

S-9-I

صوبائی کاؤنسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، بہار، پٹنہ۔800006

صوبائی کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

[ایس.سی.ای.آر.ٹی.]، مہندرو، پٹنہ (بہار)

© ....

سال	دوئم
پرچہ	اُردو زبان کا اصول تدریس۔**S-9-I**
I.S.B.N.	

پہلی اشاعت: 2023	
کاپیاں	

ناشر: بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ درسی کتاب عمارت، بدھ مارگ، پٹنہ۔800001، کے ذریعہ حکم دیا گیا اور راجدھانی آفسیٹ پرنٹرس، ترپولیہ، پٹنہ 800007 کے ذریعہ 2,000 کاپیاں چھاپی گئیں۔

رہنما کمیٹی برائے فروغ درسی کتب

جناب دیپک کمار سنگھ (آئی۔اے۔ایس)	ایڈیشنل چیف سکریٹری، شعبۂ تعلیم، بہار، پٹنہ
جناب سجن راج سیکر (آئی۔اے۔ایس)	ڈائرکٹر صوبائی کاونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، مہندرو، پٹنہ
جناب ڈاکٹر ایس پی سنہا،	صلاح کار شعبۂ تعلیم، بہار، پٹنہ
کوآرڈینیٹر ڈاکٹر امتیاز عالم،	پرنسپل (سی۔ٹی۔ای)، ترکی، مظفر پور

مرتبین:۔

☆ ڈاکٹر محمد معراج العابدین	لکچرر، پی۔ٹی۔ای۔سی، مہندرو، پٹنہ
☆ اخلاق خان	لکچرر، پی۔ٹی۔ای۔سی، شاہ پور، اورنگ آباد
☆ احمر جاوید	لکچرر، ڈائٹ، دیگھی، ویشالی
☆ افروز بانو	لکچرر، ڈائٹ، نورسرائے، نالندہ
☆ محمد ابو حارث	لکچرر، ڈائٹ، شاہ پور، بیگوسرائے

نظر ثانی:

☆ غفرانہ بیگم	پرنسپل (I/C)، ڈائٹ، کشن گنج
☆ ثمر فاطمہ	لکچرر، بی۔این۔آر، ٹریننگ کالج، گلزار باغ، پٹنہ

لسانی تصحیح کار:

☆ نورالدین	لکچرر، ڈائٹ تھاوے، گوپال گنج

پیش لفظ

ہندوستان ایک کثیر اللسانی ملک ہے۔اس ملک کی کثیر آبادی کی مادری زبان اُردو ہے۔اُردو زبان کے بولنے اور سمجھنے والے ملک کے گوشے گوشے میں پائے جاتے ہیں۔اردو زبان اپنی مٹھاس اور لطافت کی وجہ سے ملک کی دوسری زبانوں میں ممتاز ہے۔صوبہ بہار کی یہ دوسری سرکاری زبان ہے۔حقیقت میں یہ ملکی سطح پر رابطے کی زبان ہے۔

درس وتدریس میں استاد کی اہمیت وافادیت سے کسے انکار ہوگا،استاد تو قوم کے معمار ہوتے ہیں۔ایک اچھا استاد درس وتدریس کوموثر اور دلچسپ بنا کر بچّوں میں چھپی خداداد صلاحیتوں کو اُجاگر کرتا ہے۔ضروری ہے کہ ان بچّوں کی تربیت کرنے والے اساتذہ کرام کی تعلیم وتربیت مناسب خطوط پر ہو۔انہیں باتوں کے پیش نظر زیر تربیت اساتذہ کے لئے ابتدائی تعلیم میں ڈپلومہ کورس کے سال دوئم کے پرچہ S9-I کے لئے مضمون ''اردو زبان کا اصول تدریس'' تیار کیا گیا ہے۔اس کتاب کی پہلی اکائی میں ''اردو تدریس کے مقاصد'' دوسری اکائی میں ''زبان کی مہارتوں کا فروغ'' کی بات کی گئی ہے۔تیسری اکائی میں ''پڑھنے کی مہارتوں کا فروغ'' پر زور دیا گیا ہے۔چوتھی اکائی میں '' لکھنے کی مہارتوں کا فروغ'' کی بات کی گئی ہے۔پانچویں اکائی میں سیکھنے کا منصوبہ اور درجاتی عمل پر گفتگو کی گئی ہے۔چھٹی اور آخری اکائی میں ''اُردو زبان کی تشخیصی عمل'' کی بات کی گئی ہے۔

ہم یہ امید کرتے ہیں کہ زیر تربیت اساتذہ،تربیت یافتہ اساتذہ کرام اور تعلیمی اداروں سے منسلک افراد اس کتاب سے فیضیاب ہوں گے۔اور ہمیں اپنے نیک مشوروں سے نوازیں گے۔تا کہ مستقبل میں اس کتاب کو اور بہتر بنانے واصلاح کرنے میں مددگار ثابت ہو۔

ڈائرکٹر

صوبائی کاؤنسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت،پٹنہ،بہار

(ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی)

فہرست مضامین

اکائی/Unit	اکائی کا نام	صفحہ نمبر
اکائی۔1	پرائمری سطح پر اردو تدریس کے مقاصد	9
اکائی۔2	زبان کی مہارتوں کا فروغ	19
اکائی۔3	پڑھنے کی مہارتوں کا فروغ	29
اکائی۔4	لکھنے کی مہارتوں کا فروغ	39
اکائی۔5	سیکھنے کا منصوبہ اور درجاتی عمل	59
اکائی۔6	اردو زبان کی تشخیصی عمل	71

اکائی۔I

(Unit-1)

پرائمری سطح پر اردو تدریس کے مقاصد

☆ مادری زبان کی اہمیت

☆ زبان زائد پڑھانے کے مقاصد

☆ زبان کے عمومی اور خصوصی مقاصد

☆ ابتدائی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد

☆ زبان کے مختلف اصناف کے تدریس کے مقاصد

اکائی۔I

(Unit-1)

تدریس اردو کے مقاصد

بچّوں کی شخصیت کی تعمیر میں مادری زبان کی خصوصی اہمیت ہے۔ تعلیم میں زبان کو بنیادی حیثیت کا درجہ حاصل ہے۔ اردو زبان کی تدریس بحیثیت زبانِ اوّل اور دوسری زبان کی حیثیت سے بھی کی جاتی ہے۔ زبان سے فرد کی صلاحیتیں نکھرتی ہیں اور سماج کا نشو ونما ہوتا ہے۔ بہترین سیرت کی تعمیر اور شخصیت کی تشکیل کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ زبان نہ صرف ترسیل وخیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے بلکہ انسان کے شعور کی تربیت کا وسیلہ بھی ہے۔ زبان کے ذریعہ انسان اپنے گرد وپیش سے واقف ہوتا ہے۔ تخیل کا فروغ ہوتا ہے جو تخلیقی فکر کو مزید نکھارتی ہے۔ زبان ذہنی ترقی کی راہ ہموار کرتی ہے۔ ذوق وشوق کو صحیح خطوط پر رہنمائی کرتی ہے۔ سماج سے رشتے کو فعال بناتی ہے۔ زبان ذہنی و جذباتی ترقی کا ایک نہایت لطیف اور موثر ذریعہ بھی ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی کا انحصار اس کی مادری زبان پر ہے۔ یہ بات اُردو زبان پر بھی رائج ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے اردو زبان میں درس وتدریس کا عمل محدود ہوتا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے اردو زبان کو فروغ کے مناسب مواقع فراہم نہیں ہورہے ہیں۔ جن بچّوں کی مادری زبان اردو ہے انھیں مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کے خاطر خواہ مواقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ تمام ماہر تعلیم اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ بچّوں کی ابتدائی تعلیم ان کی مادری زبان میں ہی دی جائے۔ یہاں تک کہ دستور ہند میں بھی بچّوں کی مادری زبان میں تعلیم وتدریس دینے کی بات کی گئی ہے۔ لہٰذا بچّوں کی متوازن شخصیت کی تعمیر میں مادری زبان کی اہمیت وافادیت مسلم ہے۔

زبان کی تدریس کا مقصد بہت وسیع ہے۔ سننا، بولنا، پڑھنا ولکھنا جو کہ زبان کی بنیادی مہارتیں ہیں۔ اس کے ذریعہ سے بچّوں کے مافی الضمیر کی ادائیگی، اچھی خصلتیں، نیکی، شرافت، انسانیت، ہمدردی، تہذیب وتمدن، شائستگی، اخلاق و کردار جیسے اعلیٰ اقداروں کو فروغ دیا جاتا ہے۔ زبان کے ذریعہ سے بچّوں کے احساسات وجذبات، سوچ وفکر اور فنی مہارتوں کو واضح شکل دی جاتی ہے جس سے کہ بچّے سماج/ معاشرے کے ایک بہترین فرد، ملک کے ایک ذمہ دار شہری اور عالم انسانیت کے علمبردار بن سکیں۔ زبان سیکھنا ایک فطری عمل ہے۔ ایک کامیاب استاد اس فطری عمل کو مثبت رُخ دے کر بچّوں میں پوشیدہ بہترین انسانی خوبیوں کو اجاگر کرنے اور منفی صلاحیتوں کو دبانے کا مواقع فراہم کرتا ہے۔

اردو زبان بحیثیت زبان اور زبانِ زائد (دوسری یا تیسری کوئی)

اللہ پاک نے انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک بہترین نعمت زبان بھی ہے۔ بچّہ پیدائشی طور سے زبان سیکھنے کی صلاحیت لے کر اس روئے زمین پر آتا ہے۔ یعنی بچّوں میں زبان سیکھنا ایک فطری عمل ہے۔ بچّہ جس ماحول میں پیدا ہوتا ہے اور اپنے اطراف میں بولی جانے والی زبان کو فطری طور سے قبول کر سیکھتا ہے۔

بچّوں کی شخصیت کی تعمیر وتشکیل میں اس کے اطراف میں بولی جانے والی زبان کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ اچھی اور معیاری بولی

جانے والی زبان کے ماحول میں جس بچّے کی پرورش ہوتی ہے اس کا اثر اس بچّے کی شخصیت سازی پر بھی پڑتا ہے۔ اس کے برخلاف جس بچّے کی پرورش زبان کے حوالے سے بہتر ماحول میں نہیں ہوتی ہے اس کی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔ بچّوں میں اچھی عادات واطوار کے پروان میں زبان وتہذیب کا کردار نمایاں ہے۔ ان باتوں کی وضاحت مختلف ماہرین نفسیات نے بھی الگ الگ اکتسابی اصولوں کے ذریعہ پیش کی ہے۔

اُردو زبان بحیثیت زبانِ اوّل

اُردو زبان بحیثیت اوّل سے مراد وہ زبان ہے جو بچہ اپنے والدین، خاندان اور اپنے اِرد گرد کے ماحول سے سیکھتا ہے۔ اردو زبان بحیثیت اوّل، مادری زبان ہے۔ مادری زبان جسے بچہ اپنی ماں کے دودھ کے ساتھ ساتھ پیتا ہے۔ جس بچّے کے والدین، خاندان اور اردگرد کی زبان اُردو ہوتی ہے، اس بچّے کی مادری زبان اردو کہلاتی ہے۔ یہ بات دنیا کی دوسری زبانوں پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ یعنی دنیا کے کسی بھی سماج کا کوئی بچہ اپنی پیدائش کے بعد اپنے ماحول سے جو پہلی زبان سنتا، سیکھتا اور بولتا ہے وہ اس کے لئے مادری زبان ہوتی ہے۔ حقیقت میں مادری زبان وہ زبان ہے جس میں بچّے خواب دیکھتے ہیں، اپنے احساسات وجذبات کا اظہار کرتے ہیں، کسی نقطے پر گہرائی وگیرائی سے غور وفکر کرتے ہیں، جس زبان میں بچّے کا تخیل پرواز کرتا ہے یہی وہ زبان ہے جس میں بچّوں کی تخلیقی فکر نشو ونما پاتی ہے۔

اردو زبان بحیثیت زبان اور زبانِ زائد (یا دوسری زبان کے)

ہندوستان ایک کثیر اللسانی ملک ہے۔ یہاں مختلف بولی وزبان بولنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ کثرت میں وحدت اس کی پہچان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ''کوس کوس پہ پانی بدلے اور چار (4) کوس پر وانی۔'' اردو زبان ملک کے گوشے گوشے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ زبان جنوب سے لے کر شمال تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک پورے ہندوستان میں رابطے کی زبان ہے۔ ہندوستانی فلم انڈسٹری (بالی ووڈ) کی زبان اردو ہی ہے۔ اردو زبان کی اپنی شیرینی، نرمی، نغمگی اور جاذبیت واضح ہے۔ یہ ہماری گنگا جمنی تہذیب کی ترجمان ہے۔ اردو زبان انہی خصوصیات کی بنا پر بہت سارے لوگ دوسری زبان کے طور پر اسے سیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

اردو زبان زائد یا دوسری زبان سے مراد غیر مادری زبان سے ہے۔ ویسے بچّے جن کی مادری زبان اُردو نہیں ہے اور دوسری زبان یا زائد زبان کی حیثیت سے اردو زبان کو پڑھتے ہیں۔ تو اس بچّے کے لئے اردو زبان بحیثیت زبان زائد یا دوسری زبان کہی جاتی ہے۔ مثلاً ایک بچہ جس کی مادری زبان بنگلہ ہے اور اس کے ساتھ دوسری زبان یا زائد زبان کی حیثیت سے اُردو پڑھنا چاہتا ہے تو اس بچّے کے لئے اردو زبان بحیثیت زبان زائد دوسری زبان کہی جائے گی۔

اُردو زبان بحیثیت مادری زبان پڑھانے کے مقاصد

زبان پڑھانے کے مقاصد بہت واضح ہیں۔ ابتدائی سطح پر اردو زبان پڑھانے کے مقاصد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) افادی مقاصد

(۲) ثقافتی مقاصد

افادی مقاصد

کسی بھی زبان کے افادی مقاصد زبان کی چار بنیادی مہارتوں ـــــ سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا کا فروغ ہے۔ ان چار بنیادی مہارتوں

میں سننا اور پڑھنا علم حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ جبکہ بولنا اور لکھنا اظہار علم اور تخلیق کے ذرائع ہیں۔

سننا اور پڑھنا وہ مہارتیں ہیں جن کے ذریعہ ذہن و دماغ کو معلومات کی آگہی ہوتی ہے اور دوسری مہارتیں بولنا اور پڑھنے کے ذریعے بچّے اپنے جذبات واحساسات اور اپنی بات کو دوسروں تک پہنچا پاتے ہیں۔

تہذیبی وثقافتی مقاصد

اردو زبان کے تعلیم کے تہذیبی وثقافتی مقاصد بہت ہی وسیع ہیں۔ اس کا تعلق تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ سماج کی رنگارنگی، ادب، تاریخ، ذوق وشوق سے ہے۔

اردو زبان کی تہذیبی وثقافتی مقاصد کو مندرجہ ذیل نکات کے ذریعہ بہتر طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔

(1) اخلاق وکردار کی تربیت

بچّوں میں اچھی عادات واطوار، خصلتیں، کردار، اور اخلاق کی تربیت میں اردو زبان کی تعلیم نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ عمدہ اور اچھی کتابیں بچّوں میں بہترین اخلاق وکردار کی نشوونما میں معاون ہوتی ہیں۔ نصابی اور درسی کتابوں کے علاوہ دوسری اعلیٰ معیار کی کتابیں بھی بچّوں میں صبر وشکر، ایثار وقربانی، عدل وانصاف، اخلاص ومحبت کے جذبات کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کرتی ہیں۔

(2) ذوق سلیم کی پرورش

تعلیم کا ایک اہم مقصد بچّوں کو باذوق بنانا ہے۔ بچّوں کو باذوق بنانے میں اردو زبان کے مختلف اصناف میں دیئے گئے حمد، نعت، غزل، نظم، دعائیں وغیرہ میں بیان کئے گئے خیالات ومناظر سے بچّے لطف اندوز ہوں گے اور ساتھ ہی اس کی خوبصورتی کو محسوس کریں گے۔ دل ودماغ پر اثر قبول کریں گے۔ اس طرح بچّوں کے ذوق سلیم کی تربیت کو جلا بخشا جا سکتا ہے۔ بالخصوص ادب کی معیاری کتابیں، رسائل وجرائد کو بچّوں میں پڑھنے کی عادتوں کو فروغ دے کر۔ ذوق سلیم سے متعلق دلچسپی اجاگر کرتے ہوئے جمالیاتی حسن کو بیدار کیا جا سکتا ہے۔

تدریس اردو زبان کے خصوصی وعمومی مقاصد

تعلیم وتربیت ایک بامقصد عمل ہے۔ انسانوں کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے۔ انسانوں کے پاس عقل وفراست، غور وفکر کی قوت، صحیح غلط کی تمیز اور احساسات وجذبات جیسی خوبیوں سے نوازا گیا ہے۔ انسانی زندگی کی کامیابی کے دارومدار کا انحصار مقصد زندگی پر ہے۔ انسان کا ہر ایک عمل بامقصد ہونا چاہئے۔ بامقصد زندگی، زندگی کی راہ کو آسان اور پُرسکون بناتی ہے۔ جس انسان کے زندگی کا کوئی مقصد نہ ہو تو اس کی زندگی جانوروں کی مانند ہوتی ہے۔ تعلیم وتربیت ایک پیچیدہ عمل ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ درس وتدریس سے قبل اس کے مقاصد کا تعین کر لیا جائے۔ درس وتدریس کے مراحل میں آنے والی رکاوٹوں کو قبل از وقت پیش نظر رکھا جائے۔ کون سی کارکردگی کروانی ہے اور کب کروانی ہے، اور کیسے کروانی ہے ایک معلم کے پیش نظر ہونی چاہئے۔ ساتھ ہی ان کارکردگیوں کے ذریعہ بچّوں کی شخصیت پر کیا اثر ہوگا یہ بات بھی معلم کے ذہن میں ہونی چاہئے۔ بالخصوص زبان وادب کے استاد کے پیش نظر زبان پڑھانے کے کیا مقاصد ہیں اور ان مقاصدوں کی حصولیابی کے کیا ذرائع اور کارکردگی ہوگی بہت واضح ہونی چاہئے۔ یہی چیز درس وتدریس کے راہ کو آسان بناتی ہے۔

اردو زبان جو کہ ایک دلکش اور شیریں زبان ہے اس زبان کو پڑھانے کے کیا مقاصد ہیں استاد کو معلوم ہونا چاہئے۔ اردو زبان کے مقاصد کو موٹے طور پر دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عمومی مقاصد اور دوسرا خصوصی مقاصد۔

عمومی مقاصد کا تعلق بہت ہی وسیع ہے۔تہذیب وتمدن ،ثقافت، تاریخ ، جمالیاتی حِس ، احساسات وجذبات وقومی علاقہ اور جذباتی علاقہ وغیرہ سے ہوتا ہے۔عمومی مقاصد کی حصولیابی کسی ایک یا دو سبق کے ذریعہ ممکن نہیں بلکہ یہ ایک لمبے عرصے کے بعد مسلسل کوششوں اور کاوشوں کے نتیجے میں ممکن ہوتا ہے۔عمومی مقاصد کی حصولیابی استاد اور طلباء کے لئے ایک صبر آزما عمل ہے۔عمومی مقاصد ہی ہیں جو بچّوں کی شخصیت میں مطلوبہ تبدیلی کا باعث ہوتی ہے۔جبکہ خصوصی مقاصد کا دائرہ عمومی مقاصد کے مقابلے محدود ہوتا ہے۔اس کا تعلق کمرہ جماعت میں پڑھائے جانے والے سبق سے ہوتا ہے اس کی حصولیابی دورانِ تدریس ہی کرنی ہوتی ہے۔جبکہ عمومی مقاصد کا تعلق پورے مضمون پر محیط ہوتا ہے۔خصوصی مقاصد کے ذریعہ ہی عمومی مقاصد کی حصولیابی ہوتی ہے۔خصوصی مقاصد بہت ٹھوس ہوتے ہیں۔ اسے معلم کمرہ جماعت میں جانے سے قبل منصوبہ سبق بناتے وقت طئے کرلیتا ہے۔

حقیقت میں عمومی مقاصد منزل ہیں اور خصوصی مقاصد اس منزل تک پہنچنے کے لئے راہ کے میل کے پتھر ہیں۔خصوصی مقاصد کا تعلق زبان کی بنیادی مہارتوں سے ہوتا ہے۔ایک استاد پرائمری سطح کے بچّوں میں سننے بولنے، پڑھنے اور لکھنے کا خاص موقع فراہم کرتا ہے تاکہ بچّوں میں زبان وادب سیکھنے کے بنیاد کو مضبوط بنایا جائے۔

☆ اردو زبان کے عمومی مقاصد درجہ ذیل ہیں:
☆ بچّوں میں اردو زبان سے تعلق کو مضبوط بنانا۔
☆ اردو زبان میں بچّوں کو اپنے احساسات وجذبات کو بہتر انداز میں اظہار کرنے کے لائق بنانا۔
☆ بچّوں کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرنا۔
☆ بچّوں میں صحیح تلفظ اور روانی کے ساتھ اردو پڑھنے کی صلاحیت کو پروان چڑھانا۔
☆ بچّوں میں پروازِ تخیل کو فروغ دینا۔
☆ بچّں کو تہذیب وتمدن سے آگاہ کرنا۔
☆ بچّوں کی شخصیت کا نشو ونما کرنا۔
☆ بچّں میں قومی یکجہتی کے جذبے کو فروغ دینا۔
☆ بچّوں کے خیالات میں وسعت پیدا کرنا۔
☆ بچّوں میں استحسان ادب کو فروغ دینا۔
☆ مناظر قدرت سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
☆ بچّوں میں زبان وادب سے متعلق بنیادی معلومات سے روشناس کرانا۔
☆ بچّوں میں قوت مشاہدہ کو فروغ دینا۔
☆ بچّوں میں دلچسپ اور موثر انداز میں دل آویز اسلوب بیان کرنے کی صلاحیت کو اجاگر کرنا۔
☆ بچّوں میں شعر، محاورہ اور تشبیہ کو برمحل استعمال کرنے کی عادت کو فروغ دینا۔ بچّوں میں تحریر کے ذریعہ مافی الضمیر کو تسلسل کے ساتھ اظہار کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

اردو زبان کے خصوصی مقاصد

اردو زبان کے خصوصی مقاصد درج ذیل ہیں:

☆ بچّوں میں اردو زبان سننے اور بولنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔

☆ بچّوں میں اردو زبان پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔

کسی بھی زبان میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بچّوں کو زبان کی بنیادی مہارتوں پر دسترس حاصل ہو۔ ایک کامیاب معلم کمرہ جماعت میں دوران تدریس بچّوں میں بنیادی مہارتوں جیسے سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا سیکھنے کے بھرپور موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کے لئے نمونہ خوانی (Ideal Reading)، خاموش خوانی، بلند خوانی، اجتماعی بلند خوانی، اجتماعی خاموش خوانی کے ساتھ ساتھ گہرائی و گیرائی سے مطالعہ اور سرسری مطالعہ کے تکنیک کا استعمال کرتا ہے اس سے بچّوں میں بنیادی مہارتوں کے ساتھ ساتھ مطالعہ کا شوق وذوق اُبھرتا ہے اور مطالعہ مواد سے معنی اور مطلب اخذ کرتا ہے اور مطالعہ میں روانی پیدا ہوتی ہے۔ زبان وادب سے دلچسپی پیدا کرنے میں خصوصی مقاصد کے اہم کردار ہوتے ہیں۔

ابتدائی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد

زندگی کئی مراحل سے ہوکر گزرتی ہے۔ پرائمری سطح کے بچّوں کی عمر جس مرحلے میں ہوتی ہے اس کا اثر تاعمر بچّوں میں رہتا ہے۔ پرائمری سطح پر اردو کی تدریس کا تعین کرتے ہوئے یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ یہ زمانہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور نازک بھی ہوتا ہے۔ یہ دور بنیادی منزل ہے۔ اس دور کی عادتیں اور خصلتیں شخصیت پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ بچّوں کے جذباتی، ذہنی اور حرکی نشوونما میں اس دور کا عمل و دخل بہت زیادہ ہے۔ اس دور میں جو اچھی عادتیں اور خصلتیں بچّوں میں پیدا ہوتی ہے وہ تا زندگی اُس کے ساتھ رہتی ہے۔ حقیقت میں یہ دور بچّوں کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر پرائمری درجات میں اردو کے تدریس کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

بولنا سکھانا

بچّہ جب اسکول میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنی زبان بولنا جانتا ہے لیکن اُس کے لئے اسکول ایک نئی دنیا ہوتی ہے۔ نئے ماحول، نئی فضا، نئے لوگ اور کتابیں اُس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ایسے میں بچّوں میں جھجک کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ لہٰذا نئے ماحول سے ہم آہنگ کرتے ہوئے بچّوں کو نئے ماحول میں اُس کی زبان سے ہم آہنگ کراتے ہوئے بولنا سکھانا اُستاد کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس وقت استاد کی محبت، شفقت اور اپنا پن کا احساس کے ساتھ ہی بچّوں کو بے جھجک بولنے کے مواقع فراہم کرانا چاہئے۔ تاکہ بچّہ بے تکلفی اور برجستگی کے ساتھ اپنے انداز میں بے روک ٹوک اپنے خیالات کا اظہار کر سکے۔ رفتہ رفتہ بچّوں کو ادبی زبان سے روبرو کرانا چاہئے۔ اس کے لئے درج ذیل صلاحیتوں اور مہارتوں کی نشوونما پر زور دیا جائے۔

☆ صحیح مخرج اور تلفظ کے ساتھ بولنے کی مشق۔

☆ بولتے وقت الفاظ کی صحیح ادائیگی کی صلاحیت۔

☆ لحن آہنگ اور لہجہ پر قدرت۔

☆ تقریری آواز پر قدرت۔

☆ نقالی کی صفت۔

☆ چھوٹے چھوٹے جملے ادا کرنے کی مشق۔

☆ تصویر دکھا کر بولنے کی مشق۔

پڑھنا سکھانا

پرائمری سطح پر پڑھنا سکھانے کا مقصد بچّوں میں پڑھنے کی بنیادی مہارت پیدا کرنا ہے یعنی وہ عبارت کو صحیح اعراب، مخارج، لحن اور تلفظ کے ساتھ پڑھ سکے۔ ساتھ ہی پڑھنے میں روانی کا بھی خیال رکھے۔ اس طرح پڑھیں کہ وہ خود بھی اور سننے والا بھی عبارت کے مفہوم کو سمجھ سکے۔ پڑھنا عموماً دو طرح کا ہوتا ہے۔ بلند خوانی اور خاموش خوانی۔ بلند خوانی میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ طلبا لحن تلفظ اور روانی کے ساتھ عبارت کو پڑھ سکے۔ ساتھ ہی ساتھ سننے والا عبارت کے مفہوم کو اخذ کر سکے۔ خاموش خوانی سے مراد خاموشی کے ساتھ پڑھنا ہے۔ خاموش خوانی کا مقصد یہ ہے کہ بچّے مواد مضمون سے نفس مضمون کو تفہیم کر سکے، معلومات میں اضافہ کر سکے۔ ذخیرہ الفاظ وسیع کر سکے اور جملے اور ان کی ساختوں کی شناخت کر سکے۔

لکھنا سکھانا

پرائمری سطح پر لکھنا سکھانے کا خاص مقصد یہ ہونا چاہئے کہ بچّے خوش خطی کے ساتھ اپنے مشاہدات، خیالات، جذبات و احساسات کو بیان کر سکیں۔ لکھنا سکھاتے وقت معلم کو بچّوں کی لکھنے کے فن کی باریکیوں پر توجہ دینی چاہئے۔ بچّوں کی خوش خطی لکھنے کی صلاحیت کو مہمیز کرتی ہے۔ پرائمری سطح پر بچّوں میں لکھنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لئے استاد کو بچّوں کی لکھاوٹ میں صفائی، سادگی اور روانی پر خاص توجہ رکھنی چاہئے۔ چھوٹے جملے اور آسان سلیس الفاظ استعمال کرنے کو بتانا چاہئے۔ ساتھ ہی خیالات و جذبات میں تسلسل بنائے رکھنے پر زور دینا چاہئے۔ بچّوں کی لکھاوٹ پر بے وجہ روک ٹوک نہ کیا جائے بلکہ ان کی تحریر کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھنے کی تحریک پیدا کرنا چاہئے۔

بحیثیت مجموعی یہ کہا جا سکتا ہے کہ پڑھنا اور لکھنا مربوط عمل ہے۔ دونوں کام پرائمری سطح پر تسلسل کے ساتھ جاری رہنا چاہئے۔ شخصیت کی متوازن نشو و نما کے لئے پڑھنا اور لکھنا دونوں عمل ضروری ہے۔ پڑھنے کے ذریعہ دوسروں کے مشاہدات، تجربات، خیالات، احساسات کو بچّے پڑھ کر اخذ کرتے ہیں۔ اس سے بچّے کے علم و فکر میں اضافہ ہوتا ہے۔ لکھنے کے ذریعہ بچّے اپنے مشاہدات، تجربات، خیالات، و احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ پڑھنے اور لکھنے پر بچّوں کی دسترس لازمی ہے۔ پرائمری سطح کا یہ عمل بچّوں کے مستقبل کا اساس فراہم کرتی ہے۔ پڑھنا اور لکھنا وہ بنیادی مہارتیں ہیں جو بچّوں کو دوسرے مضامین سیکھنے کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اردو زبان کی یہ مہارتیں بچّوں میں تخلیقی فکر کو جلا بخشتی ہے۔ اور تخیل پرواز میں اضافہ کرتی ہے۔ بچّوں میں سماجی شعور کو بیدار کرتی ہیں۔ سماجی سطح پر بچّوں میں ہم آہنگی کے جذبے کو فروغ دیتی ہیں۔ لہٰذا پڑھنا لکھنا بچّوں کے متوازن شخصیت کی تشکیل کی بنیاد ہے۔

زبان کے مختلف اصناف کے تدریس کے مقاصد

تدریس ایک بامقصد عمل ہے۔ اردو زبان کے تدریس کا مقصد بہت وسیع اور واضح ہے۔ اردو زبان کئی اصناف پر مشتمل ہے۔ بچّوں کو اردو زبان پر دسترس حاصل تبھی ممکن ہے جب اردو زبان کے مختلف اصناف سے بچّے بحسن وخوبی واقف ہوں۔ اردو زبان کے استاد کے سامنے واضح ہونا چاہئے کہ زبان کے کسی صنف کو پڑھانے کے کیا مقاصد ہیں۔ موٹے طور پر اردو زبان کو تین اصناف میں تقسیم کیا گیا

ہے: نثر، نظم اور قواعد۔ نثر میں کہانی، داستان، افسانے، ڈرامہ، انشائیہ وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح نظم میں غزل، نظم، حمد، نعت، مرثیہ، رُباعی، قطعہ شامل ہیں جبکہ قواعد میں زبان کے اصول وضوابط بتائے جاتے ہیں۔ قواعد وہ کسوٹی ہے جو کہ زبان میں صحیح اور غلط کے فرق کو واضح کرتی ہے۔

قواعد زبان کی سائنس ہوتی ہے۔ نثر، نظم، اور قواعد پڑھانے کے مقاصد الگ الگ ہوتے ہیں۔

نثری اصناف پڑھانے کے مقاصد

بچّوں میں اردو زبان وادب سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے نثری اصناف کو پڑھانا لازمی ہے۔ اردو ادب کا ایک بڑا حصّہ نثری اصناف پر مبنی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بچّوں میں نثری اصناف کے تخلیق کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے بھی نثری اصناف کو پڑھانا لازمی ہے۔ نثری اصناف پڑھانے کے مقاصد درج ذیل ہیں:

(i) بچّوں میں اردو نثر سے محبت کے جذبہ کو پروان چڑھانا۔

(ii) اردو نثر میں لکھی گئی باتوں سے بچّوں کو آگاہ کروانا۔

(iii) اردو نثر کے مختلف اصناف سے بچّوں کو روشناس کروانا۔

(iv) بچّوں کو اپنی تہذیب وتمدن سے واقفیت حاصل کروانا۔

(v) بچّوں میں ذخیرۂ الفاظ، کو بڑھانا۔

(vi) بچّوں کے تخیل پرواز کو جلا بخشنا۔

(vii) بچّوں کو اچھی عادات واطوار سے مزیّن کرنا۔

(viii) بچّوں میں تخلیقی صلاحیت کو پروان چڑھانا۔

(ix) بچّوں میں غور وفکر کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔

(x) بچّوں کے احساسات وجذبات پر قابو پانے کی صلاحیت اجاگر کرنا۔

(xi) بچّوں میں کسی نثری مضمون کو پڑھ کر نفسِ مضمون کی تفہیم کی صلاحیت پیدا کرنا۔

(xii) بچّوں میں دوسروں کے مشاہدے اور تجربات سے فائدہ اٹھانے کے قابل بنانا۔

نظم پڑھانے کے مقاصد

اردو ادب کا ایک بڑا حصّہ نظم کے مختلف اصناف پر مشتمل ہے۔ عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وزن وقافیہ کے پابند الفاظ کے مجمع کا نام نظم یا شاعری ہے۔ لیکن نظم یا شاعری کیا ہے؟ اس کا جواب ایک شعر میں یوں ہے ۔

مجھ کو شاعر نہ کہو میرؔ کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کئے جمع تو دیوان کیا

کولرج (Coleridge) نے کہا کہ: ''Best words in the best Order''۔ ''بہترین الفاظ صحیح ترتیب میں'' نظم ہے۔ نظم بچّوں کے جمالیاتی حِس کو متاثر کرتی ہے، بچّوں کے خیالات وجذبات میں لطافت پیدا کرتی ہے۔ بچّوں میں لحن اور نغمگی

کے احساس کو بیدار کرتی ہے۔

بچّوں کی شخصیت میں جاذبیت کے رنگ بھرتی ہے۔نظم کی تدریس کے مقاصد کودرجہ ذیل جملوں سے بھی سمجھا جاسکتا ہے:

☆ اردو ادب میں موجود دلکش احساسات سے طلباء کوواقف کروانا۔
☆ بچّوں میں پاکیزہ جذبات کواُبھارنا،اوران کے مطابق ان کی زندگی میں تبدیلی کوفروغ دینا۔
☆ بچّوں میں تحسین کے جذبے کوفروغ دینا۔
☆ بچّوں میں تخلیقی صلاحیتوں کو باہر نکالنا۔
☆ بچّوں کوتہذیب وروایات سے واقف کروانا۔
☆ بچّوں کو برمحل اشعار کے استعمال کرنے کی صلاحیت کوفروغ دینا۔

تدریسِ قواعد کے مقاصد

قواعد کسی بھی زبان کا بنیادی اصول ہوتا ہے۔زبان کا صحیح استعمال قواعد کی معلومات کے بغیر ناممکن ہے۔صحیح بولنا،صحیح سمجھنا،صحیح پڑھنا اور لکھنا قواعد کے ذریعہ ہی ممکن ہوتا ہے۔

تدریسِ قواعد کے مقاصد درج ذیل ہیں:

☆ بچّوں میں زبان کی صحیح سمجھ پیدا کرنا۔
☆ صحیح تلفظ کے ساتھ زبان کے استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
☆ لسانی تربیت فراہم کرنا۔
☆ دوسری زبانوں کے قواعد کی تفہیم میں مدد پہنچانا۔
☆ تقریری اور تحریری صلاحیتوں میں اضافہ کرنا۔
☆ بچّوں میں استحسانِ ادب کوفروغ دینا۔
☆ سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت میں اضافہ کرنا۔
☆ زبان کے بنیادی اصول وقواعد سے روشناس کروانا۔

—

Unit-I

سوالات(Questions)

1۔ اردو زبان کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالیں۔

2۔ اردو زبان اوّل اور زبان زائد سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

3۔ بچّے کی شخصیت کے نشو ونما میں مادری زبان کی اہمیت واضح کریں۔

4۔ تدریس زبان کے عمومی اور خصوصی مقاصد میں فرق کو واضح کریں۔

5۔ پرائمری سطح پر اردو زبان پڑھانے کے مقاصد کو لکھیں۔

6۔ اردو زبان کی تدریس میں قواعد کی اہمیت کو واضح کریں۔

7۔ اردو زبان کے نثر کی تدریس کے مقاصد کو لکھیں۔

8۔ پرائمری سطح پر تدریسِ نظم کے مقاصد کو بیان کریں۔

☆☆☆

اکائی۔2

(Unit-2)

زبان کی مہارتوں کا فروغ

☆ زبان کی مہارتوں کے فروغ کا معنی ومفہوم

☆ زبان کی مہارتوں کے مقاصد

☆ زبان کی مہارتوں کی سمجھ

☆ سننے اور بولنے کا مطلب

☆ سننے اور بولنے کو متاثر کرنے والے وجوہات

اکائی۔2
(Unit-2)

زبان کی مہارتوں کا فروغ

درس وتدریس میں زبان کی مہارتوں پر خصوصی توجہ نہایت اہم ہوتا ہے۔اس میں مختلف قسم کے مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔بچّوں کی مکمل نشو ونما کے لئے یہ اور بھی ضروری ہے۔بچّے اپنی روز مرہ کی زندگی میں کئی قسم کے تجربات سے گزرتے ہیں۔جس میں بچّہ سامنے والے کی گفتگو کو بڑے غور سے سنتا ہے اور پھر اس سنی ہوئی باتوں کو اپنے انداز میں دہراتا ہے۔ ماہرین تعلیم نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ بچّے بڑے نقّال ہوتے ہیں۔ایسے میں بچّے کو دوران تدریس زبان کی چار مہارتوں میں سب سے اہم سننا اور بولنا پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔خاص کر چھوٹے بچّوں کو گفتگو سکھانے کے لئے انہیں سننے کی مشقیں فراہم کی جانی چاہئے۔بغور سننا ہی صحیح گفتگو کے لئے اور صحیح پڑھنے اور لکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

زبان کی درس وتدریس کے لئے بنیادی استعداد کا ہونا لازم ہے۔زبان کی تدریس میں چار بنیادی مہارت درج ذیل ہے۔

(ا) سننا(Listening) (۲) بولنا(Speaking) (۳) پڑھنا(Reading) (۴) لکھنا(Writing)

مذکورہ چاروں مہارتیں اہم ہیں۔پھر بھی ان مہارتوں میں سب سے بنیادی اور اہم مہارت سننا اور بولنا ہے۔خاص کر پرائمری سطح کے بچّوں کے لئے سننے اور بولنے میں گہرا ربط ہے اور دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہے۔چوں کہ یہ مہارتیں زبان سے تعلق رکھتی ہیں،اس لئے اسے زبان کی مہارتیں کہتے ہیں۔

بولنے اور سننے کے بعد مہارت پڑھنا اور لکھنا ہے جو دراصل سننا اور بولنا کی ہی دوسری صورت ہے۔غور کریں گے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آئے گی کہ لکھنا دراصل بولنا ہی ہے اور پڑھنا دراصل سننا ہی ہوتا ہے۔زبان کی تدریس میں چاروں بنیادی مہارتیں جب ایک دوسرے سے باہمی ربط پیدا کرتی ہیں تو تدریس کی موثر ترسیل ہوتی ہے۔ان بنیادی مہارتوں کو سکھانے کے لئے لازم ہے کہ پہلے سننا پھر بولنا، پڑھنا اور آخر میں لکھنا سکھایا جائے۔یہ چاروں بنیادی مہارتیں اس طرح سے ایک دوسرے سے مربوط ہیں کہ ان میں سے کسی ایک مہارت کو سیکھنے یا سکھانے میں لاپرواہی ہو جائے تو بقیہ مہارتوں پر اس کا منفی اثر پڑتا ہے اور تدریس کے ترسیل میں مشکلیں پیش آنے لگتی ہیں۔یہ مہارتیں ایک دوسرے سے اس قدر مربوط ہیں کہ ان کو الگ کر کے کسی زبان کی تدریس ممکن نہیں۔ان کے آپسی ارتباط کو اس طرح دیکھ سکتے ہیں۔

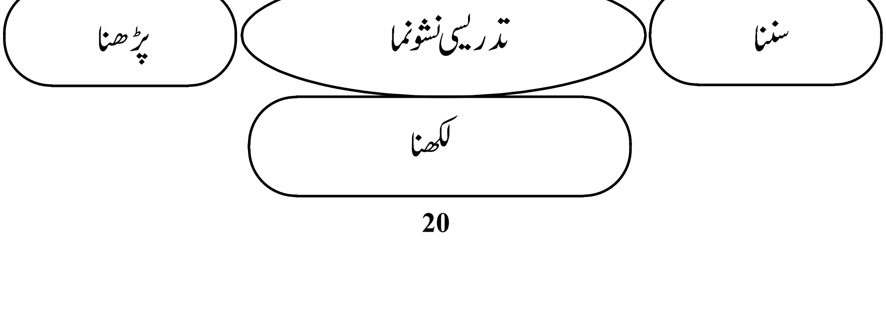

خصوصیت وافادیت کے اعتبار سے ان لسانی مہارتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) میکانکی

(۲) نیم میکانکی

میکانکی مہارتوں میں تلفظ کی صحیح ادائیگی، روانی، لب ولہجہ کی درستگی اور خوش خطی وغیرہ شامل کی جاسکتی ہے۔ جبکہ نیم میکانکی مہارتوں میں بحث ومباحثہ، گفتگو، پڑھنا، تقریر کرنا اور لکھنا وغیرہ شامل کیا جا سکتا ہے۔

مقاصد

سننا سیکھنے کے مقاصد

☆ گفتگو کے مفہوم کو سمجھنا

☆ صحیح تلفظ کی واقفیت حاصل کرنا

☆ فہم وفراست کے ساتھ حافظہ کو ترقی دینا

بولنا سیکھنے کے مقاصد

☆ اظہار خیال کی صلاحیت کو فروغ دینا

☆ جذبات اور احساسات کو دوسروں تک مکمل اور واضح طور پر پہنچانے کی صلاحیت پیدا کرنا

☆ تسلسل، روانی اور صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ اپنی بات کہنے کی صلاحیت پیدا کرنا

☆ اپنی بات کو دلکش اور شیریں انداز میں پیش کرنا۔

پڑھنا سیکھنے کے مقاصد

☆ عبارت کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرنا

☆ معنی اور مفہوم کو سمجھتے ہوئے پڑھنا

☆ مناسب لب ولہجہ کے ساتھ پڑھنا

☆ تسلسل اور روانی کے ساتھ پڑھنا

☆ خاموش خوانی کو فروغ دینا

☆ زبان وادب سے دلچسپی پیدا کروانا

لکھنا سیکھنے کے مقاصد

☆ بچّوں میں اپنے جذبات، احساسات، خیالات، تجربات اور تصوّرات کو اپنے الفاظ میں تحریر کرنا

☆ عبارت کی درستگی کی قابلیت کوفروغ دینا

☆ خوش نویسی اور تخلیقی صلاحیت کو پروان چڑھانا

زبان کی مہارتوں کی سمجھ

سننا(Listening)

انسان اپنی روزانہ کی زندگی میں مختلف قسم کی آوازوں کوسنتا ہے۔ان میں شور،موسیقی،ڈرامے،تقریریں،بحث ومباحثہ،احکامات، درخواست،خبریں،سوال وجواب وغیرہ کے ساتھ پرندوں،جانوروں،آبشاروں،موٹر گاڑیوں کی آوازیں بھی سننے میں شامل ہیں۔حتّٰی کہ انسان خود اپنی آواز کو بھی سنتا ہے۔اوران آوازوں کالازمی اثر بھی قبول کرتا ہے۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں بہت ساری آوازوں کو ہم نہیں سمجھ پاتے ہیں۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ آواز کو سننے،ان کی درجہ بندی کرنے،تسلسل کے ساتھ ترتیب دینے،بامعنی اور بے معنی آوازوں میں فرق کرنے اور مفہوم کواخذ کرنے کا عمل ہی سننا کہلاتا ہے۔

دراصل سننے سے مراد یہ ہے کہ بچّے صحیح سنے اور صحیح سمجھے یوں تو ہر آواز کی ایک الگ بناوٹ ہوتی ہے لیکن کہیں کہیں کچھ آوازوں میں یکسانیت کے باوجودان کے مفہوم الگ الگ ہوتے ہیں جیسے''سدااورصدا''جن کی آوازیں ایک جیسی ہیں۔مگران کے مفہوم الگ الگ ہوتے ہیں۔سننا ایک مشکل عمل ضرور ہے لیکن معلم تدریسی عمل میں درج ذیل تدابیر سے سننے کی مہارت کودلچسپ بناسکتے ہیں۔

☆ بچّوں کولطف اندوز کرنے والی نظموں اور گیتوں کوموثر انداز میں سنانے سے ان میں سننے کی صلاحیت کوفروغ حاصل ہوتا ہے۔

☆ دلچسپ مضامین،معلم کی گفتگو،موضوع کی تشریح بچّوں میں سننے کے شوق کواجاگر کرتے ہیں۔

☆ بچّوں میں بہترین کہانیوں کے ذریعہ انفرادی طور پر اپنے الفاظ میں بچّے انہیں کہانیوں کا اعادہ کرے اوراس میں پائے جانے والے مشکل الفاظ کودہرائے۔اس کے علاوہ موجودہ دَور میں جدید تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے موثر پروگرام کودرجہ میں دکھائے یا سنائے جانے سے بچّوں میں سننے کی صلاحیت کوفروغ حاصل ہوتا ہے۔درجہ میں چھوٹے چھوٹے رول پلے یا ڈرامہ کرائے جاسکتے ہیں۔ جیسے ٹوپی والا اور بندر،اونٹ اور گدھا،دودوست (اندھااورلنگڑا) وغیرہ۔ان رول پلے یا ڈراموں میں مکالمہ کوخصوصی اہمیت دی جائے۔ شادی بیاہ،تہوار یا جشن وغیرہ کی روداد سنانے کے لئے متحرک کیا جاسکتا ہے۔تمام تر تدریسی عمل اور سرگرمیوں کے درمیان معلم کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہئے کہ ان کے خصوصی مقاصد کیا ہیں۔چوں کہ چاروں مہارتیں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

یوں تو سننے کی ابتداء پیدائش کے بعد ہی شروع ہوجاتی ہے اور بچّہ جب پہلی مرتبہ اسکول میں داخلہ لیتا ہے تو وہ اسکول میں معلم اور اپنے تمام ہم جماعتوں کی باتوں کو بڑے غور سے سنتا ہے اور پھر اپنی زبان سے رشتہ جوڑ کر دیکھتا ہے۔بچّے میں معلم اور ہم جماعت کی آوازوں کوسن کران میں فرق واضح کرنے،آواز کا تجزیہ کرنے اوران کا مطلب نکالنے کی تربیت ہونی چاہئے۔مثلاً مختلف جانوروں کے بولنے کی،چلنے کی اور دوڑنے کی آوازیں سنا کران میں فرق واضح کرایا جاسکتا ہے۔

لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اچھی سماعت سے بہتر تعلیمی زندگی کی تشکیل نو،اچھی سیرت اور شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔اس لئے اچھی

سماعت کی ترغیب کے لئے بچّوں میں دلچسپی بنائے رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے معلم کو چاہئے کہ وہ خود اسکول یا درجہ میں صحیح تلفظ، مناسب اُتار چڑھاؤ اور واضح الفاظ میں بچّوں سے بات کریں۔ بچّے توجہ سے سن رہے ہیں یا نہیں اسے درمیان میں جانچ کرتے رہیں۔

بولنا(Speaking)

صحیح اور بہتر انداز میں اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کو دوسروں تک بات چیت کے انداز میں پہنچانا ہی بولنا(Speaking) کہلاتا ہے۔ جس طرح سننا صرف کانوں کو کھلا رکھنا نہیں ہے۔ بلکہ اپنی باتوں کو اس انداز میں پیش کرنا ہوتا ہے کہ کہی گئی بات کا صحیح مفہوم سننے والے کو سمجھ میں آسکے۔ لسانیات کے ماہرین اور محققین نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جو بچّہ صحیح اور واضح طور پر سن پائے گا وہی صحیح صحیح بول بھی پائے گا اور جلد پڑھنا لکھنا بھی سیکھ جائے گا۔ چوں کہ زبان کی چاروں مہارتیں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہم پڑھنے اور لکھنے کے بجائے سننے اور بولنے کا کام زیادہ کرتے ہیں۔ ہمارا بیشتر وقت دوسروں کی باتوں کو سننے اور بولنے میں صرف ہوتا ہے۔ اساتذہ کو چاہئے کہ بچّوں میں بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لئے ان کے روزمرّہ کے دلچسپیوں میں سے کسی کھیل، تماشہ، میلے، تہوار یا تقریب کو مرکز بنا کر گفتگو کی جائے اور بچّوں کو زیادہ سے زیادہ اپنی زبان میں بولنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ تاکہ بچّہ کھل کر اپنی بات کہہ سکے۔ گفتگو کو مزید دلچسپ اور کارآمد بنانے کے لئے بچّوں سے ایسے سوالات کئے جائیں جن کا تعلق اسی واقعہ سے ہو۔ جو ان کے ذریعہ بیان کئے جارہے ہوں۔

بولنا ایک فن ہے۔ گفتگو کرتے وقت خیالات کو بہتر اور واضح لحن اختیار کرنا چاہئے۔ جیسے لفظ کو اور جملے کو کس طرح ادا کیا جانا چاہئے۔ اظہار خیال کی تفہیم میں جسمانی اداکاری کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں جسمانی اداکاری سے مراد منھ اور ہونٹوں کا ہلنا ہے۔ تب ہم بچّوں سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ بلا خوف وخطر، غلطیوں کے بغیر اور بہتر انداز میں روانی کے ساتھ گفتگو کرنے کے قابل کسی حد تک ہو چکا ہے۔

بولنے کی مہارت کو دلچسپ بنانے کے اہم طریقے:

- ☆ بچّوں سے موثر انداز میں گفتگو کرنا
- ☆ درجہ میں بچّوں سے پسندیدہ اور دلچسپ چیزوں کے بارے میں گفتگو کروانا
- ☆ تصویری کہانیوں اور تصویروں کے ذریعہ گفتگو کروانا
- ☆ اداکاری پر مشتمل گیتوں کو معلم کے ذریعہ خود پیش کرنا اور پھر بچّوں کو انفرادی طور پر گانے کے لئے تیار کروانا
- ☆ درجہ میں تمام بچّوں کے سامنے انفرادی طور پر ہر ایک بچّے سے اپنے انداز میں دلچسپ موضوعات پر تقریر کروانا
- ☆ بیت بازی کا انعقاد

مذکورہ سرگرمیوں کے لئے تھوڑی احتیاط اور کوشش کی جائے تو زبان بااثر، پرکشش، شیریں اور بامعنی ہو جاتی ہے۔ اس سے سننے والا بھی صحیح نتیجہ اخذ کرتا ہے اور متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا ہے۔ اگر زبان صاف اور صحیح لفظ کے ساتھ اور انداز بیان پرکشش ہو تو سننے والا زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں آوازیں کانوں کو چوٹ پہنچاتی ہے اور اس کا اثر منفی پڑتا ہے۔

پڑھنا(Reading)

زبان کی مہارتوں میں تیسری مہارت پڑھنا ہے۔ الفاظ یا جملوں کو دیکھ اور پہچان کر پڑھنے کو مطالعہ کہتے ہیں۔ خصوصی معلومات کو حاصل

کرنے کے لئے سننے اور بولنے کی صلاحیت ہی کافی نہیں ہیں۔ بلکہ معلومات تو لامحدود ہوتی ہیں۔ کتب بینی کے ذریعہ انسان معلومات کو حاصل کرتا ہے۔ بہتر کتب بینی انسان کے ذخیرۂ الفاظ اور معلومات کو وسیع کرتی ہے، کتب بینی کے دوران اصل مفہوم کو سمجھ لینا ہی صحیح پڑھنا کہلائے گا۔

سیکھنے کے عمل میں پڑھنے کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے سے ہی بچّوں کے تعلیم کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ کیوں کہ انسانوں کے ذریعہ حاصل شدہ علوم تحریری شکل میں ہمارے سامنے ہوتی ہے جس کے حصول کا ذریعہ صرف پڑھنا ہے۔

پڑھنے کی اہمیت

- ☆ پڑھنا علم حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے
- ☆ مطالعہ سے ہماری رسائی مختلف علوم وفنون تک ہوتی ہے
- ☆ پڑھنے سے قلبی اور روحانی سکون حاصل ہوتی ہے
- ☆ مطالعہ سے غور وفکر، تحقیق وتجسس، اخلاق وشائستگی، تہذیب وتمدن پر اثر پڑتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ نظر میں گہرائی اور ارادوں میں بلندی پیدا ہوتی ہے۔

اپنے ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق جانکاری لینے کا عمدہ ذریعہ پڑھنا ہے۔ پڑھنے سے علم میں گہرائی اور گیرائی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اساتذہ کو چاہئے کہ درجہ میں پڑھنے کا بہتر ماحول تیار کریں۔

ہم جانتے ہیں کہ ابتدائی دور میں بچّوں کا علم لامحدود ہوتا ہے۔ بچّے اپنے والدین اور گھر کے آس پاس کے لوگوں کی بات سننے اور ان سے بولنے کے عادی ہوتے ہیں۔ جب بچّے اسکول آتے ہیں تو مختلف قسم کے گھروں اور ماحول کے بچّوں سے ربط ہوتا ہے، ان سبھوں کی صلاحیتیں بھی الگ الگ ہوتی ہیں۔ ان جدا جدا صلاحیتوں کا استعمال اگر بہتر طریقے سے کیا جائے تو بچّوں کی دلچسپی کو پڑھنے کی طرف آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ:

''بچّوں کی دلچسپی سبق سے پیدا کردینا ہی معلم کی آدھی کامیابی ہے۔''

پڑھنا زبان کی تدریس اور ترسیل کے لئے جزو لاینفک ہے۔ پڑھنے کا معاملہ پوری طرح سیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ سماج میں کئی ایسے افراد مل جائیں گے جو اردو ماحول میں رہ کر اُردو خوبصورتی سے بول لیتے ہیں مگر وہ اردو پڑھ نہیں سکتے ہیں۔ اس لئے پڑھنے کی صلاحیت بغیر تربیت اور اکتساب کے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

لکھنا(Writing):

زبان کی مہارت کی چوتھی اہم مہارت لکھنا ہے، اور یہ دیگر تین مہارتوں کی بہ نسبت قدرے مشکل بھی ہے۔ لکھنے سے مراد تحریر کرنا ہے۔ اپنے خیالات، احساسات اور جذبات کو بہتر تحریر کے ذریعہ راغب کرنے والے اسلوب میں خوش خطی کے ساتھ لکھنا۔ لکھنے کی مہارت کے لئے ضروری ہے، شعراء، مصنفین، ادیب اور صحافی اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کو مختلف طریقوں سے تحریری انداز میں ہی پیش کرتے ہیں۔ خوش خطی بچّوں کے لئے عظیم عطیہ ہے۔ اسے بہتر ترتیب کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ لکھنے کی مہارت میں معلم کو بچّوں سے اُمید کرنی چاہئے کہ بچّے بغیر غلطیوں کے بہتر انداز میں بلا خوف، خوبصورتی اور روانی کے ساتھ لکھیں۔ رموز اوقاف، خیالات کے تسلسل اور موقع کی مناسبت سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھیں۔ ساتھ ہی لکھنے کے دوران محاورے اور ضرب المثل جو قارئین کو آسانی سے

سمجھ میں آ جائے، کا ہی استعمال کریں۔

پڑھنا اور لکھنا لازم وملزوم ہے۔اس سلسلے میں ماہرین نفسیات کے درمیان اختلاف ہے۔ ماریہ ماٹیسری کا ماننا ہے کہ بچّوں کو پہلے لکھنا سکھایا جائے۔ ڈاکٹر ماٹیسری کا ماننا ہے کہ پڑھنا سے زیادہ آسان لکھنا ہے اور وہ لکھنے کو ایک جسمانی ورزش مانتی ہیں۔اس لئے لکھنا زیادہ آسان اور دلچسپ ہے، جبکہ پڑھنے میں طلباء کو الفاظ، املا اور اعراب کے علاوہ تلفظ سے واقفیت حاصل کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اردو لکھنا ایک مشکل کام ہے، پڑھنے میں صرف حروف کی شکل پہچان کر ہی پڑھنا آ جاتا ہے۔لیکن لکھنے کے لئے حروف کی شکل کے ساتھ ساتھ ان حروف کو ویسے ہی لکھنے کی صلاحیت بھی پیدا کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اردو میں ایک ہی طرح کی آواز سے ادا ہونے والے کئی حروف ہیں جیسے، س، ث، ص، وغیرہ یہ ایسے ہم آواز حروف ہیں کہ اگر تخیل کے سہارے بچّہ ساحل تو پڑھ لے گا لیکن لکھتے وقت اسے پریشانی ہوگی کہ ساحل س، ث، ص کس حرف سے لکھیں۔ بہرحال بیشتر ماہرین کے رائے میں پڑھنے کے بعد ہی لکھنے کو ترجیح دینے کی بات کہی گئی ہے۔

زبان کی مہارتوں کے وجوہات ومعنی اور آپسی تال میل

معاشرہ میں اچھی زندگی گزارنے کے لئے مختلف مہارتوں کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ بچّوں کی مکمل نشوونما کے لئے زبان کی مہارتیں ہر قدم پر معاون ہوتی ہیں۔ دوسرے کی گفتگو کو سننا، اپنے خیالات کو بامعنی اور بہتر انداز میں بولنا، تفہیمی انداز میں پڑھنا اور تخلیقی انداز میں لکھنا ان چار مہارتوں کے ذریعہ بچّہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں مختلف تجربات حاصل کرتا ہے۔

زبان سیکھنے کا عمل اکتسابی ہوتا ہے اور ہر وقت جاری رہتا ہے۔ زبان سیکھنے کا دارومدار ماحول پر ہوتا ہے۔ بچّہ یہ ماحول سب سے پہلے گھر میں پاتا ہے۔ لیکن اس ماحول میں زبان سیکھنے کے وہ تمام وسائل دستیاب نہیں ہوتے اور ہر گھر کے ماحول میں انفرادیت پائی جاتی ہے۔

اسکول کی تمام طرح کی تعلیم شعوری یا لاشعوری طور پر زبان کی ہی تعلیم ہے۔اسکولوں میں زبان کی تعلیم اگر ناقص ہو تو دوسرے مضامین کی تعلیم بھی ادھوری رہ جاتی ہے۔ کیوں کہ اسکولوں میں ہونے والی تمام طرح کی سرگرمی چاہے وہ نصابی ہوں یا غیر نصابی سب کے سب زبان کے وسیلہ سے ہی انجام پاتے ہیں۔

انسانی زندگی میں داخلی اور خارجی دونوں دنیاؤں کی بڑی اہمیت ہے اور دونوں میں ربط پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ زبان ہے۔ انسانی ضروریات اس امر کا تقاضہ کرتی ہے کہ وہ دوسروں کی مدد کرے اور خود بھی مدد حاصل کرے۔ انسانی تہذیب وتمدن کی ترقی کا راز اسی باہمی تعاون میں ہے۔ زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے سوچنے، سمجھنے کی صلاحیت میں اضافہ کے لئے اور خیالات کے مطابق الفاظ کا صحیح استعمال کرنے کے لئے زبان کی تعلیم اہم ہے۔ معاشرے میں رہ کر باہمی میل ملاپ اور زندگی کے کاروبار کو چلانے کے لئے بھی زبان کی تعلیم اہم ہے۔

زبان کی مہارتوں کی ارتقائی سرگرمیاں

اسکول میں داخل ہونے سے پہلے ہی بچّہ غیر شعوری طور پر زبان سے واقف ہوتا ہے۔ اسکول انہیں فہم اور ادراک کی طرف راغب کرتا ہے۔ دراصل زبان کی تمام مہارتوں کے ارتقاء میں سرگرمیاں زیادہ سودمند ثابت ہوتی ہیں۔ جیسے ڈرامہ، رول پلے، مکالمہ بازی، بیت بازی،

بحث ومباحثہ، گیت اور بلند خوانی خاص اہمیت رکھتی ہے۔اس قسم کی سرگرمیوں کے ذریعہ بچّوں میں چاروں مہارتیں سننا، بولنا، پڑھنا،لکھنا کو فروغ دینا آسان ہوگا۔

سننےاور بولنےکومتاثر کرنے والے وجوہات

بہتر سننےاور بولنے کےکئی اسباب ہیں جو سننےاور بولنے کےعمل کومتاثر کرتی ہے۔

سننےکومتاثر کرنے والے اسباب

(۱) **آواز پرتوجہ نہ دینا:**۔کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بچّہ اپنے خیالوں کی دنیا میں مگن ہوتا ہے۔جس سےتوجہ کی مرکوزیت ختم ہوجاتی ہےاور سامنےموجود ہوکربھی وہ کچھ سن یا سمجھ نہیں پاتا ہے۔

(۲) **ادھوراسننا:**۔کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سماعت کا عمل ادھورا رہ جاتا ہے جیسے حروف یا جملوں کے بعض حصّے سماعت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ایسا توجہ کی مرکوزیت میں تسلسل نہیں ہونے کے سبب ہوتا ہے مثلاً گوشت کی جگہ گوش۔

(۳) **غلط سننا:**۔ سننے کی مہارت میں غلط سننا سب سے بڑی خامی ہے۔اس سے مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔ یہ عام طور پر دھیان دینے کی کمی جسمانی کمزوری یا بہرہ پن کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بولنےکومتاثر کرنے والے اسباب:

(۱) **کرخت آواز:**۔کرخت آواز کی وجہ سے بولنے کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ضروری ہے کہ بولنے کےعمل کے دوران زبان میں شائستگی شیرینی اور دلکشی ہوتا کہ سامنے والے آپ سے متاثر ہوں۔

(۲) **بےترتیب الفاظ:**۔ بےترتیب الفاظ کے استعمال سے زبان کا حسن ختم ہوجاتا ہےاور دلکشی جاتی رہتی ہےاور اکثر مفہوم میں بھی فرق آجاتا ہے۔

(۳) **ذہن میں یکسوئی کی کمی:**۔دورانِ گفتگو اگر ذہن میں یکسوئی کی کمی ہوتی ہے تو بات واضح اور مدلل انداز میں نہیں کی جاسکتی۔کبھی کبھی انسان اپنی بات کی وضاحت صحیح طریقے سے نہیں کر پانے کی وجہ سے سننے والے کومتاثر نہیں کر پاتے ہیں۔نتیجتاً مایوسی کے شکار ہوجاتے ہیں۔

(۴) **غور سے سننا:**۔بچوں کو اس بات کی تربیت ابتدائی دور سے ہی دینا چاہئے کہ وہ سامنے والے کی باتوں کو غور سے سنیں۔غور سے سننے کا مطلب صرف سننا نہیں بلکہ سنی ہوئی باتوں کے مفہوم کو سمجھے۔

(۵) **سامع کی توجہ:**۔معلم اپنے بیان کو دلچسپ اور پُرکشش بناتے ہوئے بچّوں کو پوری بات سننے پر آمادہ کرے۔تغیرِلحن اورمتوازن آواز کے ذریعہ بچّوں کو بیان کی طرف متوجہ رکھے۔ماحول پُرسکون اور بیان کے وقت شورغل بالکل نہ ہو۔سننےاور بولنے کی خامیاں جسمانی بھی ہوسکتی ہے۔اگرایسا ہوتواس کا تدارک صرف طبی علاج ہی ہوسکتا ہے۔

(۶) **اندازِ بیان:**۔معلم کا موثر اور پُرکشش اندازِ بیان طلباء کو سننے پر آمادہ کرتا ہے۔موضوع کا انتخاب بچّوں کی عمراوران کی ذہنی

سطح کے مطابق ہونا چاہئے۔ یہ بھی ایک اہم تدریسی فن ہے۔آسان اورفہم الفاظ کا انتخاب ہوتو کہی ہوئی بات بچّوں کے دل میں اُتر جاتی ہے۔

(۷) طرزِ گفتگو:۔معلم کی طرزِ گفتگو مناسب ترین ہو۔دورانِ گفتگو چھوٹی چھوٹی مثالیں پیش کرنا، دلائل سے اپنی بات کو ثابت کرنا موثر طریقہ تدریس ہے۔اس کے علاوہ دوران تدریس تختہ سیاہ، تصاویر، چارٹس، دیدہ زیب ماڈلس، ویڈیو، ڈوکومینٹری فلم، پروجیکٹر اورکمپیوٹر کا مناسب اور بروقت استعمال کرتے ہوئے سمعی مہارت کوفروغ دیا جاسکتا ہے۔

سننےاور بولنے کا مطلب

انسان کے لئے قوت گویائی اور سمعی قدرت کا انمول تحفہ ہے۔قوت گویائی اور سمعی سے مراد وہ صلاحیت جس سے انسان اورحیوان میں فرق واضح ہے۔ بنیادی طور پر انسان اجتماعیت پسند واقع ہوا ہے۔اس لئے انسان سماج کی تعمیر کرتا ہے اوراس سماج میں افراد کا ایک دوسرے سے رابطہ ہی قوت گویائی اور سمعی ہے۔

یوں تو بچّہ پیدائش کے ساتھ ہی سننے کا عمل شروع کردیتا ہے اور چند دنوں تک مختلف آوازوں کو سننے کے بعد خود بھی ان آوازوں کی نقل کرنے کی کوشش شروع کردیتا ہے۔ چوں کہ یہ ایک فطری عمل ہے۔اس طرح بچّہ سننے کے بعد بولنا سیکھتا ہے۔عام خیال ہے کہ سننے اور بولنے کی صلاحیتوں کے حصول کے لئے کسی ترتیب کی ضرورت نہیں ہے۔امریکی ماہرین نوام چامسکی اس کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''بچّوں میں زبان سیکھنے کی صلاحیت قدرت کا عظیم عطیہ ہے۔''

بہرحال مختلف آوازوں کو سننے اوران کی زمرہ بندی کرنے اوران کو تسلسل کے ساتھ ترتیب بامعنی اور بے معنی آواز میں فرق کرنے اور بامعنی آوازوں کے مفہوم سمجھنے کے لئے تربیت کی ضرورت اہم ہے۔

Unit-II

سوالات(Questions)

1۔ زبان کی مہارتوں سے کیا سمجھتے ہیں؟

2۔ زبان کی بنیادی مہارتوں کو بتائیں؟

3۔ سننے کی اہمیت کو لکھیں۔

4۔ بولنے کی اہمیت کو لکھیں۔

5۔ سننا اور بولنا ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہے، کیسے؟

6۔ پڑھنے کی اہمیت کو لکھیں۔

7۔ لکھنا ایک مشکل امر ہے، کیسے؟

8۔ زبان کی مہارتوں کے مقاصد کو اپنی زبان میں لکھیں۔

9۔ سننے اور بولنے کو متاثر کرنے والے اہم وجوہات پر روشنی ڈالیں۔

10۔ زبان کی چاروں بنیادی مہارتوں کے آپسی رشتوں کی وضاحت کریں۔

☆☆☆

اکائی۔3
(Unit-3)

پڑھنے کی مہارتوں کا فروغ

☆ پڑھنا سیکھنے کے مقاصد

☆ پڑھنا کیا ہے؟

☆ پڑھنے کی ابتداء

☆ پڑھنے کی مہارتیں

☆ پڑھنا سکھانے میں استاد کا کردار

☆ تلفظ کی ادائیگی اور مشق

☆ پڑھنے میں رموز واَوقاف کی اہمیت

☆ پڑھنے کے چند طریقے

اکائی۔3

(Unit-3)

پڑھنے کی مہارتوں کا فروغ

پڑھنا یا مطالعہ علم حاصل کرنے وعلم کے فروغ کا انتہائی اہم ذریعہ ہے۔اس سے بچّے کی معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے،اور انسانی زندگی میں پیش آنے والے واقعات وتجربات نسل درنسل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ پڑھنا اور سمجھنا انسانی زندگی کا جزولاینفک ہےاور تہذیب وتمدن کے فروغ میں اہم کردارادا کرتا ہے۔الفاظ کو دیکھنے اور پہچان کر پڑھنے کو مطالعہ یا پڑھنا کہتے ہیں،اس طرح پڑھنے یا مطالعہ کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ:

''لکھا ہوا یا چھپا ہوا مواد جب ہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو اس تحریری مواد کو حروف اور آواز کے علم کی مدد سے ہم لفظ کا روپ دیتے ہیں اور اسے بلند آواز یا دل ہی دل میں ادا کرتے ہیں،اس کو پڑھنا کہتے ہیں''۔

پڑھنے اور سمجھنے کے عمل میں نظر،زبان اور کان تینوں بہ یک وقت برابر رول ادا کرتے ہیں ، تینوں کا اہم کردار ہوتا ہے ۔لیکن آنکھوں سے دیکھ کر الفاظ کو آواز کا روپ دے دینا ہی پڑھنا نہیں ہے بلکہ پڑھنے میں معنی اخذ کرنا بھی شامل ہے۔

پڑھنا سیکھنے کا مقاصد

بچّے زبان کی مہارت ، پڑھنا سیکھنے کی ضرورت واہمیت کو واضح کریں گے۔اس کے ساتھ ہی ان میں پڑھنے کی طرف دلچسپی ، رجحان وذوق پیدا ہوگا تبھی وہ پڑھنے کی طرف راغب ہوں گے۔

اس کے علاوہ بچّے تحریری یا لکھی ہوئی عبارتوں ،کہانیوں یا مضمون کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے اور مضمون کے معنی ومطلب کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ پڑھنے کے دوران صحیح ٹھہراؤ اور اتار چڑھاؤ اور تسلسل کو برقرار رکھنے اور رموز واوقاف کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھنے کی صلاحیت کو فروغ دیں گے۔

پڑھنا کیا ہے بقول Smith

''پڑھنا صرف لکھی ہوئی عبارت کا پڑھ لینا نہیں بلکہ ان کو سمجھنا ہوتا ہے،جس میں گذشتہ تجربات مدد کرتے ہیں۔''علم سیکھنے وسمجھنے کے لئے پڑھنا یا مطالعہ اہم ذریعہ ہے۔ بچّے دیکھ کر ،سن کر ، پڑھ کر اور لکھ کر ہی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان تمام ذرائع کے استعمال میں کتاب اہم رول ادا کرتی ہے۔جس کے مطالعہ کے بعد ہی ہم کسی مضمون یا نفسِ مضمون کو سمجھ سکتے ہیں۔ پڑھنے سے ہی ہماری رسائی مختلف علوم وفنون اور دیگر مضامین تک ہوتی ہے۔

اچھی معیاری کتابوں کے ذریعہ ہمیں زندہ رہنے اور ترقی کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔اس کے مطالعہ سے بچّوں میں غور وفکر، تحقیق و تجسس ،اخلاق وشائستگی اور کردار سبھی پر اثر پڑتا ہے یعنی یہ کتابیں اور دیگر مضامین کا مطالعہ بچّوں کو وہ معلومات فراہم کرتی ہیں جو زندگی جینے

کے لئے ضروری ہیں اور جن سے ذہنی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

یقیناً کتاب سے بہتر کوئی معلم اور دوست نہیں۔ مطالعہ کے ذریعہ انسانی دل و دماغ کی تربیت ہوتی ہے، معیارِ زندگی بہتر ہوتی ہے اور دلی مسرت حاصل ہوتی ہے لہٰذا ان تمام باتوں کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ مطالعہ یا پڑھنا انفرادی زندگی کے لئے لازمی ہے۔

پڑھنے کی ابتداء

زبان کے استاد کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے طلباء میں صحیح و فکر انگیز مطالعہ کی عادت پیدا کروائیں یعنی مطالعے کے لئے تیار کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں غور و فکر کرنے کی عادت بھی ڈالیں۔ استاد کو چاہئے کہ وہ بچّوں کو باقاعدہ طور پر مطالعہ کی عادت کو فروغ دیں۔ اس کے لئے بہتر رہنمائی کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر استاد کلاس روم میں ایسی فضا پیدا کریں جس میں بچّے صبر و سکون کے ساتھ پڑھ اور سیکھ سکیں تو ایسے میں کمزور ذہن کا بچّہ بھی بہتر نتائج پیدا کرسکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کتاب بچّوں کے معیار کے مطابق ہو اور دلچسپ بھی ہو۔ اگر بچّوں کو ان تمام درکار سہولتوں کی فراہمی ہو تو کمرہ جماعت کے علاوہ کسی بھی جگہ، کہیں بھی موثر مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

پڑھنے کی مہارتیں

مختلف اصناف ادب سے جڑی کتابیں، مضامین، رسائل و اخبارات، پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا اور دیگر ICT کے ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے بچّوں میں افادی مہارت یا پڑھنے کی مہارت کو فروغ دیا جاتا ہے۔

زبان کی مہارتوں کی تعلیم مختلف حواسِ خمسہ (Sense organs) کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہے، مگر پڑھنے میں آنکھ کی مرکزیت قائم رہتی ہے۔ مطالعہ یا پڑھنے کا عمل بڑی حد تک دلچسپ اور نہایت پیچیدہ عمل ہے۔

اردو زبان کی ابتدائی نشو و نما اور ترقی کے مختلف مدارج سے طلباء کو واقف کرانا، طلبا میں اس بات کی صلاحیت پیدا کرنا کہ وہ زبان و ادب کے ذریعہ اپنے خیالات و جذبات اور اپنی محسوسات کی تربیت کرسکیں۔ اپنی ذہنی قوتوں اور تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھا سکیں اور شعر و ادب سے لگاؤ اور محبت کرسکیں جو ان کی زندگی سے گہرے طور پر جڑی ہے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ صرف کتابیں پڑھنا اور پڑھانا اور بہت ساری معلومات حاصل کرنا زندگی میں کوئی تبدیلی اور انقلاب نہیں لاتے اور کسی بات کو محض سمجھ لینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کا صحیح اور بروقت استعمال بھی ضروری ہے۔ کیوں کہ جب تک علم، ارادہ اور عمل یکجا نہ ہوں کوئی بہتر نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

بچّوں کے پڑھنے اور سیکھنے کے عمل میں تدریسی مقاصد یا خصوصی مقاصد دراصل وہ فیصلے ہوتے ہیں جو ایک استاد کسی خاص سبق سے متعلق کرتا ہے۔ اس کا تعلق کمرہ جماعت میں دوران تدریس استاد اور بچوں کی ملی جلی سرگرمیوں سے ہوتا ہے۔

یعنی استاد اپنی تدریس کے ذریعہ بچوں کے علم و فہم، ان کی عادات و کردار میں کس قسم کی تبدیلی لانا چاہتا ہے ان کا صحیح انتخاب بھی ضروری ہے۔ کیوں کہ یہی تدریسی نتائج یا تعین قدر کے لئے بنیاد بنتے ہیں۔ زبان کی مہارت، پڑھنا زبان کی تدریس بہ حیثیت ذریعہ تعلیم اور نصابی مضمون بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ تعلیم کے عمومی اور ہمہ جہتی مقاصد کی تکمیل کے لئے نصاب میں مختلف مضامین شامل کئے جاتے ہیں۔ ان مقاصد کے حصول کا انحصار سب سے زیادہ تدریسی مقاصد کے حصول پر ہوتا ہے۔ اس لئے زبان کی تدریس کے عمومی مقاصد کا تعین وسیع تناظر میں ہونا ضروری ہے۔ جن کا تعلق طلباء کی تعلیم و تربیت، زندگی، زبان، تہذیب و ادب سے ہو جس میں طلباء کی زندگی خاص طور پر تعلیمی

زندگی کے تمام مدارج کا مکمل احاطہ کیا گیا ہو۔

زبان کی تعلیم کا مقصد محض زبان پر قدرت حاصل کرنا نہیں بلکہ بچّوں کے نقطۂ نظر میں وسعت پیدا کرنا بھی ہے۔ تاکہ وہ زندگی کے مسائل کو وسیع تناظر میں دیکھ سکیں، زندگی کے مسائل کا حل ڈھونڈ سکیں اور ایسے علوم، مہارتیں اور عادتیں سیکھ سکیں جن سے انہیں اپنے آس پاس کے ماحول کے تجزیہ اور سمجھنے میں مدد ملتی ہو۔

اردو چوں کہ ہندوستان کی مخلوط زندگی کی آئینہ دار و ترجمان ہے اس لئے اس مشترکہ تہذیب کا استحسان کرنا بھی بچّوں کی پڑھنے کے مہارت کو بہتر بنانے کا ایک اہم مقصد ہے۔ اس کے ساتھ ہی بچّے کو خود کے ساتھ ساتھ سماج و ملک کا ایک اچھا و مفید شہری بنانے کے علاوہ عمدہ لیڈرشپ کی تربیت اور انفرادی صلاحیتوں و خوبیوں کا مالک بنانا بھی ہے۔

پڑھنا سکھانے میں ٹیچر کا کردار بقول Alexander the great

کہا جاتا ہے کہ ایک استاد بیک وقت دوست، رہنما اور فلاسفر بھی ہوتا ہے۔ کیوں کہ بنیادی طور پر ایک **معلم** کا کام بچّوں کو صرف کتابی علم اور بہت ساری جانکاری (Information) دینا ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کرنا بھی ہے۔ وہ ان کی ذہنی، جسمانی، جذباتی، سماجی اور اخلاقی قوتوں کو فروغ دیتا ہے اور ان کی بہتر نشوونما کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل رہتا ہے۔

یہ بات دنیا کے ہر طالب علم (Student) اور ہر استاد کا یہ تجربہ ہے کہ جن بچّوں کے ساتھ استاد کا رویہ پیار و شفقت (Intimacy) اور لگاؤ والا ہوتا ہے۔ وہ بچّوں کے لئے بہت اہم حوصلہ افزائی کا کام کرتا ہے۔ ایسے میں اگر ہر استاد اس بات و تجزیہ سے تحریک لیتے ہوئے اپنے کمرہ جماعت و اسکول کے ہر بچّے کے ساتھ اپنے رویئے کو Motivation کے طور پر استعمال کر کے بچّوں میں سیکھنے و سمجھنے میں دلچسپی و رجحان بڑھائی جا سکتی ہے اور ان کے علم حاصل کرنے و تعلیمی سرگرمی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

تلفظ کی ادائیگی اور مشق

حروف کی آواز جس جگہ سے نکلتی ہے اس کو مخارج کہا جاتا ہے۔ تلفظ کی صحیح ادائیگی اور عبارت کے مفہوم کا دارومدار مخارج پر ہے۔ اس لئے تلفظ کی صحیح ادائیگی کے لئے مشق بے حد ضروری ہے۔ اس کے لئے استاد کو بلند خوانی کے بعد بچّوں سے سبق کو اجتماعی طور پر تین چار مرتبہ پڑھوائیں، اس کے بعد استاد ایک ایک جملے پر انگلی رکھ کر دو تین مرتبہ پڑھ کر بچّوں کو دہرانے کے لئے کہیں۔ آخر میں باری باری سے سبھی بچّے سبق کا مطالعہ کریں۔ جملے پڑھنے کے بعد حروف شناسی کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ اس طریقے کو اپنا کر جب بچّوں سے مشق کروائی جاتی ہے تو وہ آسانی سے لفظوں کی ادائیگی سیکھ لیتے ہیں۔

پڑھنے میں رموز واوقاف کی اہمیت

پڑھنا سیکھنے کے عمل میں رموز واوقاف کے انداز و ادائیگی پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ رموز واوقاف کا خیال کئے بغیر پڑھنے کے عمل میں جملے کے معنی بالکل جدا ہو جاتے ہیں، جس سے کہی گئی بات کا مفہوم بھی بدل جاتا ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بلند خوانی کے دوران بچّے اکثر و بیشتر رموز واوقاف کا خیال نہیں کرتے جس کی وجہ سے سننے والے دوسرے بچّوں کو مفہوم کو سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ جیسے ہم یہاں دو جملے کو مثال کے طور پر دیکھ سکتے ہیں:

(1) ابھی پڑھو، لکھو نہیں!　　　(2) ابھی پڑھو لکھو نہیں!

اوپر لکھے جملوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پہلے جملے میں پڑھنے کی ہدایت کی جارہی ہے اور لکھنے سے منع کیا جارہا ہے۔ کیوں کہ لفظ پڑھو کے بعد وقفہ (،) کا استعمال ہے۔لیکن دوسرے جملے میں وقفہ ختم کردیا گیا ہے۔یعنی وقفے کے بغیر جملے کو پڑھ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مفہوم یہ نکلا کہ ابھی نہ تو پڑھو اور نہ ہی لکھو۔اس لئے بچّوں کے پڑھنے کے دوران لفظوں اور جملوں کی ادائیگی کے وقت معلم کے خاص توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

پڑھنے کے مختلف مراحل

پڑھنے یا مطالعہ اور سمجھنے کا طریقہ یا عمل بچّوں میں اچانک سے نہیں آتی، کہ بچّے نے کوئی کتاب اٹھائی اور ایک دم سے پڑھنا سیکھ لیا۔ بلکہ پڑھنا ایک ایسا عمل ہے جو مرحلے وار اور لگاتار چلتا رہتا ہے، اور پھر بچّے میں پڑھنے کی صلاحیت ومہارت کا فروغ ہوتا ہے۔ پڑھنے کے کچھ خاص مراحل ہیں:

(الف) کتاب الٹنا پلٹنا یا ورق گردانی

(ب) تصویر خوانی

(ج) اندازہ لگاتے ہوئے پڑھنا

(د) رسم الخط پہچاننا

(ہ) مفہوم سمجھنا

(و) ردعمل ظاہر کرنا

(ز) پڑھ کر خلاصہ پیش کرنا وغیرہ۔

پڑھنے کے طریقے

پڑھنا اور لکھنا زبان کی تعلیم کے سب سے اہم اجزا ہیں بغیر ان کے درس وتدریس کا کوئی مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔ جہاں تک بولنے کا تعلق ہے ہر بچّے میں اس کی فطری صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ صلاحیت ماحول کے اثر سے خود بخود آجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ایسے بچّے مل جائیں گے جو پڑھے لکھے نہیں ہونے کے باوجود بہت اچھی اور رواں اردو بول لیتے ہیں۔لیکن پڑھنے لکھنے کی نوعیت اس سے مختلف ہے۔ یہ مہارتیں دراصل کوشش کر کے سیکھنے کی ہیں اور سیکھنے سے آتی ہیں یعنی ان کے حصول کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ جب تک ان کے سیکھنے سکھانے کا اہتمام نہ کیا جائے کوئی بچّہ صرف اپنے ماحول کے اثر سے پڑھنے لکھنے کے فن میں صلاحیت ومہارت حاصل نہیں کرسکتا۔ ان دونوں (پڑھنا، لکھنا) مہارتوں کو سیکھنے کے لئے ہی تعلیمی اداروں کو وجود میں لایا گیا۔ اور جب تک کوئی شخص یا بچّہ بولنے کے ساتھ لکھنے اور پڑھنے میں مشق ومہارت حاصل نہ کرلے اسے تعلیم یافتہ نہیں کہا جاسکتا۔

زبان کی تدریس میں پڑھنے کا فن بعض دفعہ لکھنے سے زیادہ اہم خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک کوئی بچّہ کم وبیش پڑھنے سے آشنا نہ ہو اسے لکھنا سکھانا بہت مشکل ہے۔ پڑھنے کا عمل دراصل لکھنا سکھانے میں براہ راست مدد کرتا ہے۔ اس لئے بیشتر ماہرینِ تعلیم نے اردو زبان کی تدریس میں لکھنا سکھانے سے پہلے پڑھنا سکھانے کی سفارش کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پڑھنا ہی آگے چل کر لکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ زبان کا سرچشمہ ہے، بغیر اس کے علم میں وسعت وگہرائی پیدا نہیں

ہوتی۔ بچّوں میں اردو کے مطالعے کا شوق پیدا کرنا اور ماضی کی علمی وادبی سرمایہ سے استفادہ کرنے کی صلاحیت کو ابھارنا زبان کے درس وتدریس کا نہایت ہی اہم مقصد ہے۔ تبھی تو کہا جاتا ہے کہ جس نے اپنے اندر پڑھنے کی صلاحیت پیدا کر لی یہ سمجھنا چاہئے کہ اس نے اپنے اوپر علم کے دروازے کھول لئے ہیں اور وہ تعلیم کی مشکل سے مشکل منزلیں بڑی آسانی سے طئے کر لے گا۔

بلندخوانی

تحریری الفاظ کو آواز کے ساتھ ادا کرنا بلند خوانی کہلاتا ہے۔ بعض لوگ اسے آواز سے پڑھنا بھی کہتے ہیں بلند خوانی میں، آنکھیں، کان، زبان اور دماغ کا بہ یک وقت استعمال ہوتا ہے۔ بلند خوانی میں تین فعل انجام پاتے ہیں:

(1) الفاظ کے مجموعے کو نگاہوں سے اخذ کرنا

(2) ان کا مطلب اور مفہوم اخذ کرنا

(3) اسے با آواز بلند ادا کرنا

بلند خوانی کے عمل میں بہ آواز پڑھنا اظہار، لہجے اور آہنگ کی تبدیلی سے عبارت میں جان ڈال دیتا ہے۔ اس کے علاوہ طلباء اپنی انفرادیت کو بلند خوانی کے ذریعہ اجاگر کر سکتے ہیں۔ بلند خوانی میں (پڑھنے والا) اور سامع (سننے والا) دونوں ہی محظوظ ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی بلند خوانی میں وقت زیادہ لگتا ہے اور محنت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں دل ودماغ یکساں طور پر متوجہ نہیں ہوتے۔ بچّے صرف آنکھ اور کان سے کام لیتے ہیں۔

خاموش خوانی

خاموش مطالعہ کو دل ہی دل میں پڑھنا یا بے آواز پڑھنا بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں نگاہوں سے حروف کی شناخت کی جاتی ہے۔ اور دماغ کے ذریعہ مطلب ومفہوم کو اخذ کیا جاتا ہے۔ خاموش مطالعہ کے ذریعہ نہایت کم وقت میں درکار معلومات فراہم ہو جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خاموش مطالعہ کی ایک خامی یہ ہے کہ اگر کوئی بچّہ کتاب کھول کر صرف اس پر نظر جمائے بیٹھا ہے تو یہ کہنا دشوار ہوگا کہ وہ خاموشی سے پڑھ رہا ہے یا مطالعہ میں مصروف ہے یا صرف کتاب سامنے کھولے بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی الفاظ کو بلند آواز سے ادا کرنے میں جو وقت اور محنت لگتی ہے اس کو بچایا جاسکتا ہے۔

مختلف مقامات مثلاً ریلوے اسٹیشن، کتب خانہ، کمرہ جماعت وغیرہ میں بلند خوانی کے مقابلے میں خاموش خوانی بہتر طریقہ سے ہوتی ہے۔

لفظ ومعنی کا اندازہ لگاتے ہوئے پڑھنا

پڑھنے کا یہ طریقہ دراصل خاموش خوانی کا ذیلی طریقہ ہے۔

(1) اسکیمنگ ریڈنگ (**Skimming Reading**):۔ جب کسی مواد کا مطالعہ سرسری طور سے مطلب ومعنی اخذ کرنے کے لئے کیا جاتا ہے تو اس مطالعہ کو اسکیمنگ مطالعہ کہا جاتا ہے۔

(2) اسکیننگ ریڈنگ (**Scanning Reading**):۔ جب کسی مواد سے کسی حقائق یا تاریخ کو جاننے کے لئے مطالعہ کیا جاتا ہے تو اس مطالعہ کو اسکیننگ مطالعہ کہا جاتا ہے۔

(3) جامع مطالعہ (**Intensive Reading**):۔کسی موادکو گہرائی و گیرائی سے مطالعہ کو جامع مطالعہ کہتے ہیں۔

(4) وسیع مطالعہ (**Extensive Reading**):۔وسیع مطالعہ میں ویسے مواد شامل ہیں جن کا دائرہ پھیلا ہوا ہو۔

پڑھنا سکھانے کے طریقے

موجودہ دور میں استاد کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے اور تدریسی فرائض انجام دینے میں استاد کے لئے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ بچّوں کی تمام تر صلاحیتوں خاص طور سے ذہنی دلچسپی، رجحان اور رویوں وغیرہ سے بہتر طور پر واقف ہوں تا کہ اسی مناسبت سے مواد مضمون کا انتخاب کیا جا سکے اور ساتھ ہی ساتھ مناسب اور موزوں طریقہ تدریس اپنایا جائے جس سے استاد کے ذریعہ پڑھائے گئے مضمون کو بچّے بہتر طور پر سمجھ سکیں، اور درس وتدریس ایک کامیاب عمل بن سکے۔

پڑھنے یا مطالعے کے عمل میں بچّوں کو پورے طور پر فعال ہونا پڑتا ہے۔مطالعے کے دوران اس کا اعضائے دماغ وتمام جسمانی نظام سبھی متحرک ہوتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی استاد کا یہ فرض ہے کہ وہ مطالعہ کے لئے طلباء کی صحیح رہنمائی کریں اور ان کے اندر پائی جانے والی، پڑھنے کے دوران ہونے والی کمیوں وخامیوں اور غلطیوں کی اصلاح کریں۔پڑھنے کی صحیح عادت کو فروغ دیں یہ استاد کی اہم ذمہ داری ہے۔اس ذمہ داری یعنی بچّوں میں صحیح سمت میں سیکھنے کو فروغ دینے کے لئے کچھ تدریسی طریقوں کا اپنانا پڑتا ہے۔

روایتی وقدیم درس وتدریس کے طریقہ کے ذریعہ بچّوں کو جو علم وتعلیم دیا جاتا تھا وہ محض رٹنے کی حد تک تھا۔یعنی یادداشت وحافظہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔مختلف علوم کی تعلیم حفظ کروادی جاتی تھی۔بچّے اسے یاد کر لیتے تھے۔ایک سبق کے بعد دوسرا سبق رٹ لیا، رٹوادیا۔یہ ایک محدود طریقہ تھا۔اس میں بچّوں کے ذہن کی آزادانہ تربیت نہیں ہوتی تھی، وہ خود عمل کر کے سیکھنے سے محروم رہ جاتے تھے۔جو کچھ یا جتنا علم استاد نے سکھا دیا اس پر منحصر رہتے تھے۔یہ پرانا طریقہ بہتر نہیں ہے، اس کا رواج بھی کم ہو گیا ہے بلکہ ختم ہو گیا ہے اور آہستہ آہستہ اس میں سدھار ہوا ہے۔ماہرین تعلیم سقراط نے تدریس کے طریقہ میں اضافہ کیا کہ رٹنے رٹانے کے بجائے طلبا کی ذہنی نشوونما کے لئے سوالات کا طریقہ اختیار کر کے ان کی ذہنی صلاحیت کو بڑھایا جائے اور سوالات کو ذریعہ بنا کر استاد بچّوں کو مختلف علم وفنون ومضامین کی تعلیم دیں۔اسکے ساتھ ہی بہت سارے ماہرین تعلیم نے علم کے سیکھنے سکھانے (درس وتدریس) کے بہت سارے طریقہ بتائے۔جن میں حروف تہجی کا طریقہ، لفظی وجملے کا طریقہ، کہانی وسوال وجواب کا طریقہ، کھیل کا طریقہ وغیرہ بچّوں کو پڑھنا سکھانے کے دوران بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

حرفی یا حروف تہجی کا طریقے

اس طریقہ کا استعمال کرتے ہوئے جب بچّوں کو پڑھنا سکھانا شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے انہیں تمام حروف تہجی (ا سے ی تک) کی ادائیگی زبانی سکھائی جاتی ہے۔پھر تمام حروف کو لکھ کر بتایا جاتا ہے اور ساتھ ہی باآواز یعنی آواز کے ساتھ ان کو دہرایا بھی جاتا ہے۔ اس طرح حروف شناسی بھی ہو جاتی ہے اور پھر ان کی ادائیگی کے طریقے سے بھی بچّے واقف ہو جاتے ہیں۔

مثلاً ا سے ی تک حروف لکھنا، پھر ان کا تلفظ کرنا۔دوسرے مرحلے میں اعراب وحروف علت کو جوڑنا اور حروف کا ملانا سکھایا جاتا ہے۔بچّوں کو اس کی اچھی طرح مشق (Practice) کروانے کے بعد مرکب حروف سکھائے جاتے ہیں۔اس کے بعد ہی آگے کے اسباق سکھائے جاتے ہیں۔

لفظی طریقہ کار

پڑھنا سکھانے کے دوران بچّوں کو پہلے جانے پہچانے الفاظ سے درس وتدریس (سیکھنے) کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ چوں کہ اس طریقہ سے سیکھنے کے عمل میں بچّے مختلف الفاظ کو ایک ہی آواز یعنی ایک جیسی آواز میں مثلاً سدا، صدا یا شعر، شیر دونوں الفاظ کو یکساں طور پر ادا کرتے ہیں کیوں کہ بچّوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ اسے کس لفظ پر زیادہ زور دینا ہے اور کس پر کم۔

اس لئے یہاں پر مختلف حروف سے شروع ہونے والے الفاظ کے ساتھ ان سے متعلق تصویروں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بلکہ سہولت کے لئے ہر تصویر کے نیچے اس کا نام اور ہجے (Spelling & Pronunciation) بھی لکھے جاتے ہیں۔ زیادہ تر تصویروں کو تختہ سیاہ پر اتار دی جاتی ہیں یا چھپی ہوئی تصویروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات تصویروں کو کارڈ پر اتار کر بچّوں کو کارڈ دکھائے جاتے ہیں۔ چوں کہ ہر لفظ بامعنی ہوتا ہے اور مدد کے لئے تصویر بھی موجود ہوتی ہے اور جب بچّے ان کی پہچان کرنا سیکھ لیتے ہیں تو پھر ان سے چھوٹے چھوٹے جملے بنوانے کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ اس میں مختلف الفاظ کے کارڈس یا پھر جملوں کے کارڈس وغیرہ جیسے امدادی تعلیمی وسائل (Teaching aids) کا انتخاب کیا جاتا ہے اور اس میں بچّوں کے ساتھ چونکہ کھیل جیسا معاملہ ہوتا ہے یعنی یہ طریقہ بچّوں کو کھیل جیسا لگتا ہے اس سے بچّے نہ صرف زیادہ دلچسپی لیتے ہیں بلکہ سیکھنے کا عمل آسان ہو کر جلد مکمل ہوتا ہے۔

جملے کا طریقہ

ہر زبان میں جملہ بنانے کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ الفاظ کی مخصوص ترتیب، ان میں باہمی ربط اور استعمال کی مناسبت سے بچّوں کو واقف کروایا جاتا ہے۔ جملہ بنانا ایک مخصوص فن ہے، جس سے تحریر خوبصورت ہوتی ہے۔ جب بچّے الفاظ پڑھنا، لکھنا سیکھ لیتے ہیں تو پھر اس کے بعد انہیں مختلف لفظوں کی مدد و ترتیب سے جملے بنانا سکھتے ہیں۔ جملے دراصل لفظوں کے مجموعے ہوتے ہیں۔ اس طریقہ میں استاد گفتگو اور بات چیت کے ذریعہ بچّوں سے مکمل جملے بنواتے اور لکھواتے ہیں۔ شروع میں استاد کسی تصویر یا ٹیچنگ ایڈز کو استعمال کرتے ہوئے ایک جملہ بولتے ہیں اور بچّے ایک ساتھ یا الگ الگ اسے زبانی طور پر ادا کرتے ہیں۔ پہلے جملے کی پہچان بتائی جاتی ہے اس کے بعد الگ الگ الفاظ کی پہچان کروائی جاتی ہے۔ اس طرح کھیل ہی کھیل میں سیکھنے و پڑھنے کا عمل چلتا رہتا ہے اور بچّے اپنی فطری دلچسپی اور خوشی کے ساتھ جلد و روانی سے سیکھتے، پڑھتے ہیں۔

موضوعاتی طریقہ

پڑھنا سکھانے کے عمل میں موضوعاتی طریقہ کا شمار جدید طریقۂ کار میں ہوتا ہے۔ یہ حرفی و لفظی طریقۂ تدریس سے بالکل الگ ہے۔ اس طریقے سے سیکھنے میں بچّے بہت دلچسپی لیتے ہیں کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ بچّوں کو کہانی و کھیل میں فطری لگاؤ ہوتا ہے اس طریقہ میں بھی بچّوں کو کسی موضوع پر کوئی دلچسپ کہانی یا واقعہ پہلے بتایا جاتا ہے اور پھر اس کہانی یا موضوع کے الگ الگ جملوں، لفظوں اور حروف کو توڑ توڑ کر بچّوں کو پڑھنے کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس طریقہ سے سکھاتے وقت مختلف تعلیمی امدادی اشیاء میں سمعی و بصری معاونت سے متعلق ریڈیو، ٹیلی ویزن، ٹیپ رکارڈر، ٹیلی فلمیں، دستاویزی فلمیں، سلائیڈ پروجیکٹر، کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال کر کے سیکھنے سکھانے کے عمل کو اور بہتر و پراثر بنایا جاسکتا ہے۔

بچّوں میں درج بالا باتوں کا خیال رکھتے ہوئے صاف، سادہ اور روانی کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالیں گے تاکہ سننے والے کو

سننے اور سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ اگر بچّے ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں تو ان میں پڑھنے کی مہارت کا عمل بہتر ہوگا۔ ساتھ ہی پڑھنے کے عمومی عادت یا مہارت میں مثبت تبدیلی آجائے گی۔

آج ساری دنیا میں بہترین صلاحیت اور شاندار کارکردگی (Efficiency & Excellency) کا دور ہے جہاں درمیان میں اور سرحد پر رہ جانے والے بچّوں کا گذر نہیں۔ آج وہی بچّے ابھر کر آگے نکل سکیں گے جن میں قابلیت وصلاحیت ہو اور جنہوں نے استاد کی رہنمائی میں شب وروز محنت ومشقت کی ہو، ایسے میں استاد کی ذمہ داری مزید بڑھ گئی ہے۔ کل تک تعلیم کا اہم مقصد پڑھنے، سیکھنے سکھانے اور خاص طور پر اپنے ملک کی خدمت تھی۔ اسی لئے رادھا کرشنن کمیشن (1948-49) نے اسے ملک کی تعمیر کا عمل (Nation building activity) قرار دیا تھا۔ لیکن عالمگیریت (Globalization) کے نئے دور نے اس کے دائرے کو وسیع کر دیا ہے کہ اپنی ذاتی صلاحیتوں (Individual efficiency) کو ابھارنے، خود کو ایک مفید شخص بنانے اور پورے معاشرے، اپنے وطن وقوم کی خدمت کرنے کے سوا آج پڑھنے وتعلیم حاصل کرنے کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ بچّے اچھے شہری بنیں اور اپنے وطن وقوم کی خدمت کرنے کے علاوہ پوری انسانیت کی خدمت کے جذبوں سے سرشار ہوں۔

Unit-III

سوالات(Questions)

1۔ پڑھنا سیکھنے کے مقاصد بیان کریں۔

2۔ پڑھنا سکھانے میں معلم کے کردار کو بتائیں۔

3۔ پڑھنے کے مختلف مراحل پر روشنی ڈالیں۔

4۔ پڑھنا سکھانے کے مختلف طریقے کو بیان کریں۔

5۔ درج ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔

(الف) بلند خوانی (ب) خاموش خوانی

☆☆☆

اکائی۔4
(Unit-4)

لکھنے کی مہارت کا فروغ

☆ تحریر کی صورتیں

☆ تحریر کی قسمیں

☆ معیاری تحریر

☆ لکھنا سکھانے سے قبل کی جانے والی سرگرمیاں

☆ لکھنا سکھانے کے رسمی طریقے

☆ لکھنا سکھانے کے چند اہم پہلو

☆ لکھنا سکھانے کے چند اصول

اکائی۔4
(Unit-4)

لکھنے کی مہارت کا فروغ

زبان کی بنیادی مہارتوں میں آخری اور انتہائی اہمیت کا حامل مہارت لکھنا ہے۔ لکھنے سے مراد تحریر کرنا ہے۔ایک بہتر تحریر وہ ہے جو خوش خطی کے ساتھ دلکش اسلوب میں لکھی گئی ہو۔زبان کے ایجاد کے ساتھ انسان اپنے جذبات واحساسات کا اظہار بول کر کرتا رہا لیکن جب اس نے رسم الخط کا بھی ایجاد کرلیا تو اب وہ تحریر کے ذریعہ اس کا اظہار نہ صرف آسان ہوا بلکہ کامیاب اور پائیدار ثابت ہوا۔اب وہ اس قابل ہوگیا کہ اپنے تجربات ،نظریات وتصورات کو تحریری شکل میں محفوظ رکھ سکے۔اب وہ بذریعہ تحریر علوم وفنون ،افکار وخیالات کی ترسیل نہ صرف آنے والی نئی نسلوں کے لئے بلکہ دوسری تہذیبوں تک پہنچانے میں کامیاب رہا۔زبان کی یہ تحریری شکل رابطے کی بہترین ذریعہ بنی جس نے اظہار خیال کو زمان ومکان کی قید سے آزاد کردیا۔تحریر نے دنیا کی تہذیب وتمدن کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کردیا۔لکھنا ایک فن ہے جس کی جتنی ہی زیادہ مشق کی جائے اس کی خوبصورتی اور دلکشی میں مزید نکھار پیدا ہوجاتی ہے۔اپنے جذبات وخیالات کا اظہار رسم الخط کے ذریعہ کرنا ہی لکھنا ہے۔دنیا کے مختلف علاقوں میں مخصوص آوازوں کے لئے مخصوص حروف ایجاد کرلیا گیا جس سے ہر زبان کے لئے اس کا اپنا رسم الخط وجود میں آ گیا۔اُردو کے ارتقائی مراحل کے ابتدائی دور میں علاقائی زبانوں کے رسم الخط میں تحریر کیا جاتا تھا۔آج اردو کا بھی اپنا ایک رسم الخط ہے جو عربی وفارسی رسم الخط سے وضع کی گئی ہے،ساتھ ہی کچھ آوازوں کے لئے نئے نئے حروف بھی ایجاد کئے گئے ہیں۔آج عوام الناس اردو کو ایک غیر ملکی زبان تصور کرتی ہے اس کی وجہ اس کا رسم الخط ہی ہے،جبکہ اُردو ہندوستان کی دیگر شمالی ہند کی زبانوں کی طرح ہند آریائی خاندان کی ہی ایک زبان ہے۔اُردو رسم الخط دو طریقے سے لکھی جاتی ہے:ایک ہے نسخ جو ایک روایتی طریقۂ تحریر ہے اور دوسرا ہے نستعلیق طریقۂ تحریر موجودہ زمانے تک نستعلیق طریقۂ تحریر اپنے عروج پر رہا لیکن آج انٹرنیٹ کے زمانے میں نسخ تحریر کو پھر سے جگہ مل رہی ہے۔

جب تعلیم کی بات کی جاتی ہے تو اس میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھنے کا بھی تصور شامل رہتا ہے۔تعلیم حاصل کرنے کا کوئی بھی کورس ہو اس میں لکھ کر اکتساب کرنے کا بھی عمل شامل ہے۔عام زندگی میں پڑھنے سے زیادہ لکھنے کی اہمیت ہے کیونکہ جب کسی کام کے سلسلے میں کسی دفتر کا چکر لگانا پڑتا ہے تو وہاں لکھنے کی مہارت ہی کام آتی ہے۔کوئی بھی آفیشیل کام لکھ کر ہی ہوتا ہے کہیں پر کسی کام کے لئے درخواست لگانا ہو یا پھر کوئی عرضی دینی ہو تو اس کے لئے تحریر کرنا ضروری ہے۔ڈاکٹر اپنا مشورہ مریض کو لکھ کر ہی دیا کرتے ہیں۔انجینئر بڑے بڑے تعمیرات کے نقشے کاغذ پر لکھ کر بناتے ہیں یا کسی کو دعوت نامہ بھیجنا ہو، یہاں تک کہ جب ہم روزمرّہ کی خریداری کے لئے بازار جاتے ہیں تو ہمیں ایک فہرست کی ضرورت پڑتی ہے۔زیادہ تر مفکرین وادیب بھی اپنے لکھنے کی بدولت ہی اس دنیا میں زندہ وجاوید بن گئے ہیں۔پڑھنا ولکھنا لازم وملزوم ہیں۔زبان کی تعلیم میں لکھنے کی صلاحیت کی بھی ایک اہمیت ہے۔لکھنے کی صلاحیت سے طالب علم کی علمی معراج میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔دنیا بھر کے علوم اور دیگر جانکاریوں کو ایک طالب علم تبھی حاصل کرسکتا ہے جب اسے لکھ دیا گیا ہو۔

ہمارے یہاں عام طور پر یہ گفتگو ہوتی ہے کہ جس طرح یہ ضروری ہے کہ پڑھنا اس وقت تک نہ سکھایا جائے جب تک کہ بولنا نہ آ جائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ جب تک پڑھنا نہ آ جائے لکھنا نہ سکھایا جائے۔ یہاں دو باتیں کہی گئی ہیں، دونوں توجہ کے حامل ہیں۔ یہ تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ بچّہ جب تک بولنا نہ سیکھ لے پڑھے گا کیسے اس کے لئے پہلے بول پانا نہایت ہی ضروری ہے لیکن بچّہ پڑھنا سیکھنے سے پہلے بھی لکھنا سیکھنے کی شروعاتی مراحل طے کرسکتا ہے مثلاً قلم پکڑنا، چلانا، آڑی ترچھی یا گولائی لائن کھینچنا وغیرہ۔ جو آگے چل کر حروف لکھنے میں معاون ثابت ہوں گے اور جب بچّہ حروف کو پڑھنا سیکھنا شروع کردے تو ساتھ ساتھ لکھنا بھی سکھایا جاسکتا ہے۔ اس بات کا دھیان رہے کہ بچّہ پر کسی طرح کا دباؤ نہ ہو، لکھنا سکھانے میں معلم کو صبر وتحمل کے ساتھ ہمدردی وہ شفقت کا اظہار کرنا چاہئے۔ پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھنے سے بچّوں کی زبان دانی کی آموزش مضبوط ہوتی ہے اس لئے جدید ماہرین پڑھنے اور لکھنے کا اکتساب کا آغاز ساتھ ساتھ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں۔

لیکن جہاں تک اردو کا سوال ہے اردو لکھنا سیکھنا دوسری زبانوں کے لکھنا سیکھنے کے برعکس زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہے۔ اردو کے زیادہ تر حروف لکھنے میں اپنی شکل ہی بدل لیتے ہیں کئی حروف ایسے ہیں جو لکھنے میں کئی شکلیں بدلتے ہیں۔ پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھنے کا بھی آغاز کرنے میں اس بات کا دھیان رکھا جائے کہ شروعاتی لفظ اور جملے ان حروف سے بنے ہوئے ہوں جو اپنی شکلیں نہ بدلتے ہوں۔

بچّے جب پڑھنا سیکھنا شروع کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی اس کا لکھنا سیکھنے کا عمل بھی شروع ہوجاتا ہے۔ ایک طالب علم تب تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ لکھنا بھی نہ سیکھ لے۔ وہ اپنی سیکھی ہوئی باتوں کو خود لکھتا ہے تو اس کی اکتسابی سطح مستحکم ہوجاتی ہے۔ عام طور پر تصور کیا جاتا ہے کہ لکھنے کا عمل پڑھنے سے زیادہ مشکل ہے یہ سچ ہے۔ ایک بچّہ جب تحریر کرنا سیکھنا شروع کرتا ہے تو اسے اس کام میں اپنی بہت ہی زیادہ اعصابی قوتوں کو صرف کرنا پڑتا ہے۔ انہیں نہ صرف سروگردن بلکہ ہاتھ کی انگلیوں سے لے کر پیر تک کی پوری طاقت لکھنے میں لگانی پڑتی ہے۔ لکھنا سیکھنا ان کے لئے ایک ورزش کی طرح ہے جو ان میں تھکان پیدا کردیتی ہے۔ اس لئے اساتذہ کو چاہئے کہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں اور ساتھ ہی ان سے شفقت سے پیش آئیں۔ یہی بچّہ جب ایک بار لکھنا سیکھ لیتا ہے تو وہ لکھنے کا عمل آسان ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس طالب علم کی تحریر جاذب نظر اور دلکش ہوتی ہے وہ تیز اور ذہین تصور کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ان کی تحریر خوبصورت اور دلفریب ہو تو ان کے امتیازی نمبروں سے پاس کرنے کے امکانات روشن ہوجاتے ہیں۔ اس طرح اچھی تحریر طلباء کی حوصلہ افزائی میں اضافہ کرتا ہے اور انہیں کامیابی کی منزل طے کرنا آسان کردیتا ہے۔ اس طرح لکھنے کی اہمیت پڑھنے سے زیادہ ہوجاتی ہے۔

لکھنا سکھانے کے دو مقاصد ہیں زودنویسی اور خوش نویسی۔ زودنویسی کا مطلب یہ ہے کہ عبارت کو تیزی سے لکھنے کی صلاحیت و قابلیت پیدا کی جائے اور ساتھ ہی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ دوسرے لوگ بہ آسانی سمجھ سکیں۔

خوش نویسی ایک آرٹ ہے، اس آرٹ میں طلباء کو خوبصورت لکھنے کے لئے اس کی اُتار چڑھاؤ، لمبائی، دوری وغیرہ کا خاص دھیان رکھنا پڑتا ہے۔ خوش نویسی کا مشق کرنا مشکل اور دیرپا عمل ہے مگر اس سے تحریر میں حسن ودلکشی پیدا ہوجاتی ہے۔ خوش نویسی میں زودنویسی بھی شامل ہے مگر دونوں ایک ساتھ سکھائی نہیں جاسکتی ہے۔ ٹائپنگ نے خوش نویسی کی اہمیت کو کم کردیا ہے ساتھ ہی طلباء کی مصروفیت کی وجہ سے انہیں خوش نویسی کے لئے وقت ملنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ موجودہ زمانہ کے مدنظر طلباء کی توجہ زودنویسی کی طرف مرکوز کرایا جانا چاہئے تاکہ ان میں اظہار خیال کی قابلیت جلد پیدا ہوجائے۔ خوش نویسی کو فرصت کے اوقات میں موقع دیا جاسکتا ہے۔

تحریر کی مشق سے نہ صرف طلباء کے زبان و ادب سیکھنے میں معاون و مددگار رہوتی ہے بلکہ دوسرے علوم کی آموزش میں بھی آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔تحریر کے ذریعے طلباء زبان کے صحیح استعمال کے قابل ہوجاتے ہیں۔انہیں زبان پر قدرت حاصل ہوجاتی ہے اوران کی دلچسپی ادب میں بڑھ جاتی ہے۔اس سے ان میں خوش خطی کے ذوق کے ساتھ ہی تخلیقی ادب میں بھی دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

تحریر کی صورتیں

تحریر کی تین واضح صورتیں ہیں جو اس طرح ہے:

1۔ دیکھ کر لکھنا
2۔ سن کر لکھنا
3۔ یاد سے سوچ کر لکھنا

دیکھ کر لکھنا

دیکھ کر لکھنے کا عمل بچّوں کے لکھنا سیکھنے کے اکتسابی عمل سے شروع ہوکر ہمیشہ چلنے والا عمل ہے۔یہ نہ صرف تعلیم حاصل کرنے کے زمانے میں جاری وساری رہتا ہے بلکہ عام زندگی میں بھی اس عمل کو عام طور پر دیکھا جاسکتا ہے کوئی بھی اطلاع جو ہمارے لئے اہم ہیں اسے لکھ کر محفوظ کر لینا عام بات ہے۔طالب علم بھی تختہ سیاہ سے اہم نکاتوں کو اپنے بیاض میں نوٹ کر لیتے ہیں۔عام لوگ بھی خبر سُن کر،اخبارات و اشتہارات پڑھ کر بہت ساری باتوں کو لکھ لیتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔دیکھ کر لکھنے کا مشق کرانے سے غلطی ہونے کے امکانات کافی کم ہوجاتے ہیں اور صحیح وخوش خط لکھنے کی عادت مستحکم ہوجاتی ہے۔اردو رسم الخط میں ایک جیسی آواز والے حروف کئی ہیں اور مختلف موقعوں پر حرف کی شکل بھی مختلف ہوجاتی ہیں جس سے قدم قدم پر غلطی ہونے کا اندیشہ رہتا ہے چونکہ نقل نویسی میں تحریر کا نمونہ سامنے رہتا ہے تو حروف کی مختلف شکلوں،جوڑوں وشوشوں کو بنانے میں آسانی ہوجاتی ہے اور بار بار لکھنے سے سبق جلد ہی ذہن نشیں ہوجاتا ہے۔دیکھ کر لکھنے کا مشق کرانے کے لئے ایسے سبق کا انتخاب کیا جاتا ہے جس میں چند جملے ہوں اور دلچسپ ہوں،اس طرح کی عبارتوں کو اسے ہمیں لکھ کر یا درسی کتاب سے عبارت چُن کر یا خود کارکا پیاں استعمال کرنے دیا جاسکتا ہے۔دیکھ کر لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ صحیح اور تیزی سے کم وقت میں لکھنا۔معلم اکثر طالب علم کی بیاض میں پہلی لائن میں لکھ کر باقی کی لائنوں میں مشق کرنے دیتے ہیں تاکہ تحریر سیکھنے میں آسانی ہولیکن یہ عمل سبھی بچّوں کے لئے اتنا معاون نہیں ہوتا ہے اس میں تھوڑی سی ترمیم کی ضرورت ہے معلم کو چاہئے کہ وہ ایک ایک لائن چھوڑ کر یا نہیں تو کم از کم دو تین لائن چھوڑ کر خوش خط لکھ کر دے تاکہ طالب علم بقیہ خالی لائن میں بہتری کے ساتھ مشق کریں۔

نقل نویسی املانویسی سے پہلے کیا جانے والا اکتسابی عمل ہے جب تک بچّوں میں حافظے میں لکھنے کی استعداد پیدا نہ ہوجائے تب تک املانویسی غیر مناسب ہے کیونکہ جب تک بچّے کی نقل نویسی کو فروغ نہیں ہوگا املہ نویسی کامیاب نہیں ہوگی۔اُردو میں املانویسی کے قبل نقل نویسی بہت ضروری ہے کیونکہ اردو رسم الخط میں مشابہ آواز والے کئی حروف ہیں مزید یہ کہ متعدد حروف کی شوشوں اور نقطے دینے کا چلن بھی تقریباً ایک جیسا ہے ان کی وجہ سے غلطیوں کا کافی امکان رہتا ہے۔چنانچہ مذکورہ باتوں کی مشق جب تک بچّے پوری نہ کرلے املا درست نہیں ہوگی۔

سُن کر لکھنا

بچّوں کے ابتدائی جماعت میں سن کر لکھنے کا بھی مشق کرایا جاتا ہے تاکہ ان کے اندر سننے کی مہارت کو فروغ ملے فروغ ملنے کے

ساتھ ساتھ یادرکھنے کی مہارت کوفروغ ملتا رہے اس سے انہیں بڑی جماعتوں میں لیکچر سُن کر یادرکھنے اور لکھنے میں مدد ملتی ہے۔خبر نویس سیاسی رہنماوغیرہ کی تقریریں سُن کر بتاتے ہیں یہاں سُن کر لکھنے کی مہارت میں مدد کرتا ہے۔سُن کر لکھنے کی مہارت ایک ایسی مہارت ہے جو انہیں اپنا کیریئر شروع کرنے میں بھی مدد کرتی ہے۔سُن کر لکھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے پورے جملے کوٹھیک سے سُنے اور یادر کھے پھر اسے لکھے۔

بچّوں میں سُن کر لکھنے کا عمل بچّوں کے لکھنا شروع کرنے کے وقت سے ہی ہو جاتا ہے جو آگے کی جماعتوں میں املا نویسی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔صحیح املا نویسی بچّوں کی آئندہ زندگی اور مستقبل کے لئے بہت ہی اہمیت رکھتی ہے اس سے اس کے اندر یہ لیاقت پیدا کردیتی ہے کہ وہ کسی بات کوسُن کر اسی ترتیب سے لکھے۔اس سے نہ صرف یہ کہ ان کے اندر کسی بات کویکسوئی سے متوجہ ہوکر غور سے سننے کی عادت پڑ جاتی ہے بلکہ حافظے کی قوت کو بھی تربیت ملتی ہے۔

اردو میں کچھ حروف ایسے ہیں جن میں مشابہ آواز ہیں۔ان حروف کوصاف صاف اور واضح تلفظ کے ساتھ قبول کر طالب علم سے لکھوانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔املا نویسی کی شروعات ہم چھوٹے چھوٹے اور آسان لفظوں سے شروع کر پھر آسان جملے کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔

املا نویسی بھی تحریری کاموں میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔اس سے درست بچّے لکھنے کی استعداد میں ترقی ہوتی ہے اورسُن کر لکھنے کی عادت بھی پختہ ہوتی چلی جاتی ہے۔املا میں بچّوں کوغور وفکر سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔اس سے اس کے اندر حواس خمسہ کی تربیت اور ذہنی نشو ونما میں بھی مدد ملتی ہے۔قوت حافظہ اور ساعت کو بھی اس سے تقویت حاصل ہوتی ہے۔املا کے ذریعے نثر ونظم کے بعض اسباق کی ذہن نشینی میں بھی مدد ملتی ہے۔

سُن کر لکھنا ایک ضروری طریقہ تحریر ہے سُن کر لکھنے کی مشق کرنے سے پہلے عبارت صاف،صحیح اور واضح طور پر ایک بار میں سُن لینا چاہئے۔لکھوانے کے پہلے ایک دفعہ پورے متن کوخود ہی غور سے پڑھیں اور اس کے مرکزی خیال کوسمجھا کر مشکل،سخت اور نئے الفاظ کو بلیک بورڈ پر لکھ کر اس کے معنی بتائیں۔پھر بورڈ کوصاف کر آہستہ آہستہ پڑھے تا کہ سُن کر لکھنے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔سُن کر لکھنے میں دو چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں: املا اور رسم الخط۔کسی لفظ کوٹھیک ٹھیک لکھا جائے یعنی اس لفظ میں جتنے حروف آئے ہیں اور جس ترتیب کے ساتھ آنے چاہئے اسی طرح آئے ہوں۔املا میں اصلاح ہوسکتی ہے مگر رسم الخط میں اصلاح نہیں ہوسکتی۔

یاد سے یا سوچ کر لکھنا

بچّے جب دیکھ کر اور سُن کر لکھنا سیکھ چکے ہوں تو اسے یاد سے بھی لکھنے کی طرف مائل کرنا چاہئے تا کہ وہ آگے بڑھے۔ہم انہیں ان اشیاء کے نام لکھنے کو کہہ سکتے ہیں جن کے نام وہ جانتے ہیں۔ہم انہیں ان کے گھر کے لوگوں،رشتے داروں،دوستوں کے نام لکھنے کو کہہ سکتے ہیں جس میں انہیں دلچسپی ہے۔یہ انہیں دلچسپ لگتا ہے اس سے انہیں املا نویسی میں بھی مہارت حاصل ہوگی۔ہم انہیں پھر حروف سے جملوں پر اور پھر اس کے بعد چھوٹے چھوٹے پیراگراف لکھنے کی طرف مائل کردیں گے جس میں وہ اپنے آس پاس پائے جانے والے اشیاء کے بارے میں لکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی یہاں ہونے والے پرب وتہوار،میلوں،ہاٹ وبازار،کھیتوں وفصلوں اور اپنے اطراف میں پائے جانے والے دیگر حالات وواقعات کے بارے میں لکھ سکیں گے۔اس طرح ابتدائی تعلیم کے اختتام پر وہ نہ صرف املا نویسی میں مہارت حاصل کرلیں گے بلکہ ان میں اتنی صلاحیت پیدا ہو جائے گی کہ اپنے خیالات کا اظہار آسان جملوں میں کرسکیں گے۔بچّوں کو کہانیاں سُننے اور

سُنانے میں فطری دلچسپی ہوتی ہے اس لئے سُنی ہوئی کہانیوں کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں۔ انہیں ان کہانیوں کو اپنی زبان میں لکھنے کو کہا جا سکتا ہے۔ بچّے اپنے درمیان آپس میں بہت سے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہیں ان پر بھی لکھنے کو کہا جا سکتا ہے۔ اس طرح بچّے انشاء لکھنے کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ انشاء کے ذریعے طلباء کی اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ ان کے خیالات میں نظم وضبط اور اصول میں سوچنے سمجھنے اور مشاہدے کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی بدولت اس کے اندر انفرادی شخصیت کا نکھار پیدا ہوتا ہے اور وہ خطوط نویسی درخواست نویسی اور مضمون نویسی وغیرہ پر بھی قدرت حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

تحریر کی قسمیں

تحریر کی مختلف قسمیں ہیں۔ بچّوں میں تحریری صلاحیت پیدا کرنے کے لئے معلم کو مختلف اقسام کی تحریروں کی خصوصیات سے واقفیت ہونا چاہئے۔ عموماً تحریر کی درج ذیل اقسام ہمارے سامنے آتی ہیں۔

جملہ بندی

بچّے اپنے دل کی بات چھوٹے چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں بچّوں کو ان جملوں کے لکھنے کی مشق کرانی چاہئے۔ ہر زبان میں جملہ بنانے کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ الفاظ کی مخصوص ترتیب ان کی باہمی ربط اور استعمال کی مناسبت سے بچّوں کو واقف ہونا چاہئے۔

جملہ بندی ایک مخصوص فن ہے جن سے تحریر خوبصورت ہو جاتی ہے۔

پیراگراف

ایک ہی خیال کو کئی جملوں میں لکھنا پیرگراف لکھنا کہلاتا ہے، اس کے لئے وافر ذخیرہ الفاظ اور مناسب جملہ بندی کی مشق ضروری ہے۔ پیراگراف میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

(1) مرکزی خیال

(2) اس خیال سے متعلق ضروری معلومات

(3) خیال کا پھیلاؤ

(4) تمام جملوں میں گہرا ربط و تعلق

(5) اختتامیہ

مضامین کہانیوں اور خطوط میں کئی پیراگراف ہوتے ہیں، لیکن ہر پیراگراف اپنی جگہ مکمل ہوتا ہے۔ چونکہ عموماً مرکزی خیال ایک ہی ہوتا ہے اس لئے تمام پیراگراف ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں۔ پیراگراف لکھنے میں خیال وجذبات کے اظہار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ہر ادیب اپنے خیالات کے اظہار کے لئے مخصوص ڈھنگ سے جملہ بندی کرتا ہے، مناسب الفاظ کا استعمال کرتا ہے، صنائع وبدائع کی مدد لیتا ہے۔ اس طرح اس کا مخصوص اور منفرد اسلوب نگارش بن جاتا ہے۔ پیراگراف میں قارئین کو دونوں کا علم ہو جاتا ہے۔ مرکزی خیال اور اسلوب نگارش کا۔

خلاصہ نگاری

طویل عبارت یا ادب پارے کو سمجھ کر اس کی تلخیص کرنا یا مختصر کرنا یا مختصر انداز میں پیش کرنا خلاصہ نگاری کہلاتا ہے، اس میں فہم کو

بڑادخل ہے۔عبارت سمجھ میں آجائے تو اسے مختصر کرنا ممکن ہوتا ہے ورنہ نہیں۔خلاصہ اصل عبارت کا تقریباً ایک تہائی ہوتا ہے،طلبہ کے لئے یہ ایک ضروری فن ہے اس سے پڑھے ہوئے اسباق یا کتابوں کو کم از کم الفاظ میں بیان کرنے اور لکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جو پڑھائی میں سہولت مہیا کرتی ہیں۔

کہانی نویسی

کہانی بچّوں کیلئے نہایت دلچسپ ولطف آمیز صنف ادب ہے کہانی کے تین اہم حصّے ہوتے ہیں۔ کہنے والا کردار اور انداز بیان۔ کہانی میں عموماً واقعات وحادثات بیان کئے جاتے ہیں جن کا تعلق کسی نہ کسی کردار کی زندگی سے ہوتا ہے ان واقعات کے اہم نکتہ کا دلچسپ انداز میں تانا بانا سننا کہانی نویسی ہے بعض لوگ واقعات کے بجائے کردار کی عکاسی کو اہمیت دیتے ہیں۔اچھی کہانی میں درج ذیل خصوصیات ہوتی ہیں:

(1) مناسب واقعات کا مربوط بیان
(2) منتخب کرداروں کی تصویر کشی
(3) ڈرامائی مکالمے
(4) موثر انداز بیان
(5) موضوع سے مناسبت رکھنے والا

مکالمہ نگاری

دو یا دو سے زائد افراد کی بات چیت کو مکالمہ کہتے ہیں۔اس کا بنیادی عنصر مقصد بیان ہوتا ہے اس لئے مکالموں کا موضوع سے مناسبت رکھنا ضروری ہے۔مکالمہ نگاری کا دوسرا عنصر کردار ہیں۔مکالمہ نگاری میں مقام اور زمانے کے حالات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ڈرامے میں بنیادی اہمیت مکالموں کو ہی حاصل ہے،افسانے وناول وغیرہ میں بھی کثرت سے مکالموں کا استعمال ہوتا ہے۔ پریم چند کے کردار کے جو مکالمے ہوتے ہیں وہ سماجی واقتصادی حیثیت کے مطابق ہوتے ہیں۔

تشریح

کسی بات کا خیال،قول، جملے یا شعر کے مفہوم کو واضح کرنا تشریح کہلاتا ہے۔اس میں تجربے اور تجزیے کا نچوڑ ہوتا ہے۔تشریح کو دیانت اور خلوص کے ساتھ بیان کرنا چاہئے۔اس میں خیال یا تصور کی وضاحت ہوتی ہے وضاحت خیال کی مشق سے بچّوں کی قوت تخیل ترقی کرتی ہے۔

روزنامچہ

روزمرہ کے ذاتی حالات وتاثرات کو لکھنے کو روزنامچہ کہتے ہیں۔روز ہم کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں،ان کاموں کو روزنامچہ کہتے ہیں۔بعض دفاتر اور مدارس میں وہاں کام کرنے والوں کا روزنامچہ تیار کیا جاتا ہے۔اس سے احتساب بھی ہوتا ہے،غلطیوں کا اعتراف بھی اور ترقی کا جائزہ بھی اور اس کے علاوہ دوسروں کا نفسیاتی جائزہ بھی لیا جاسکتا ہے۔معاملات اور مسائل پر اپنی رائے بھی دی جاسکتی ہے۔

روز نامچے کا انداز آپ بیتی ہوتا ہے۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کہانی کا انداز روز نامچوں ہی کا پیداوار ہے۔

مضمون

مضمون میں خیال کو منظّم طور پر ترتیب و تسلسل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے اس کے تین اجزا ہیں:

(1) آغاز

(2) مضمون

(3) اختتامیہ

مضمون کی اہم خصوصیات ذیل ہیں:

(1) اس میں کسی خاص موضوع سے متعلق خیالات (مواد) کو جمع کیا جاتا ہے۔

(2) مرکزی خیال کو دلائل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

(3) موضوع سے متعلق اہم نکات کو پیرا گراف کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

(4) پیرا گراف باطنی اور خارجی طور پر مربوط اور منسلک ہوتے ہیں۔

(5) موضوع کی مناسبت سے اسلوب نگارش اختیار کیا جاتا ہے۔

(6) عنوان مرکزی خیال کی ترجمانی کرتا ہے۔

مضمون کی مختلف قسمیں ہیں۔مثلاً بیانیہ مضمون، حادثے یا واقعے کو بیان کرنا، سوانحی خاکے، آپ بیتی، مقام، شخص یا منظر کو بیان کرنا، سفرنامے وغیرہ مضامین کے ذیل میں آتے ہیں۔

بیان میں تسلسل، ترتیب اور زبان میں دل کشی ضروری ہے۔بعض مضامین منطقی انداز میں لکھے جاتے ہیں۔انہیں تجرباتی مضامین کہتے ہیں۔بعض مضامین میں ادب وادیب کے تعلق سے بحث ہوتی ہے، یہ تنقیدی مضامین ہوتے ہیں جن میں مختلف موضوعات پر ہلکے پھلکے انداز میں لکھا جاتا ہے وہ انشائیہ کہلاتا ہے۔معیاری اور پسندیدہ مضامین میں خیال واضح، زبان مناسب اور اسلوب دلکش ہوتا ہے۔

عریضہ نویسی

کبھی کبھی افسروں، وزیروں اور دیگر عہدہ داروں کو عریضے بھیجے جاتے ہیں۔عریضے میں عام طور پر شکایات یا مطالب ہوتے ہیں۔ یہ عریضہ عموماً سماجی زندگی کی بہتری کے لئے لکھے جاتے ہیں۔ذاتی طور پر بھی مختلف مسائل کو پیش کرنے میں اور ذمہ داریوں کو آگاہ اور متوجہ کرنے کے لئے بھی عریضے لکھے جاتے ہیں۔

خطوط نویسی

کبھی خطوط نویسی ایک نہایت ہی دلچسپ تصنیف ہوا کرتا تھا۔جس کا لکھنا پڑھنا عموماً ہر پڑھے لکھے لوگوں کا مشغلہ تھا جس میں وہ اپنی زباندانی کے مہارتوں کو جھونک ڈالتے تھے۔یہ انسانی زندگی کی ایک لازمی شئے بنی ہوئی تھی جس کے ذریعے دور دراز کے دوستوں رشتہ داروں عزیزوں سے آدھی ملاقات کا مزہ مل جاتا تھا۔جدید دور میں اس کا رواج کم ہوگیا ہے مگر اِس دَور میں کئی صورت سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جو باتیں ہم روبرو نہیں کہہ سکتے انھیں بھی خط کے ذریعے کہہ سکتے ہیں۔نجی خطوط میں بے تکلفی ہوتی ہے اور کاروباری خطوط اور

عریضے رسمی تعلق کے ساتھ لکھے جاتے ہیں ۔شادی ،سالگرہ ،تہوار وغیرہ پر لکھے جانے والے خطوط اور عریضے رسمی تعلقات کے ساتھ لکھے جاتے ہیں ۔شادی ، سالگرہ ،تہوار وغیرہ پر لکھے جانے والے خطوط اور دعوت ناموں کا اپنا انداز ہوتا ہے خط کے دو اجزاء ہوتے ہیں: (۱) ہیئت (۲) مرکزی خیال ۔خط ہیئت میں وتاریخ ،القاب ،نفس مضمون ،اختتام اور نوٹ شامل ہیں ۔خط لکھنے والے کی شخصیت اور مقام کے لحاظ سے خطوں کے مختلف انداز ہوتے ہیں ۔

معیاری تحریر

معیاری تحریر اس تحریر کو کہتے ہیں جو کہ انسانوں کی مافی الضمیر کی صدفی صد نمائندگی کرتی ہے ۔اس تحریر میں نہ صرف یہ کہ زبان و ادب کے اصولوں کا خیال رکھا گیا ہو بلکہ انسانی جذبات وخیالات کی ادائیگی تسلسل ، روانی ،سلاست ،خوبصورتی کے ساتھ کی گئی ہو۔لکھاوٹ میں جاذبیت ہو۔ پڑھنے والا پڑھ کر مواد کے معنی ومفہوم کو اخذ کر سکے ۔جس الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے وہ آسان اور سلیس ہو اور جملے چھوٹے ہوں ۔درمیانِ جملہ میں ربط ہو ساتھ ہی ساتھ درمیانِ پیرایہ میں بھی ربط و تسلسل ہو۔ باتیں ترتیب وار تحریر میں لائی گئی ہوں جو کہ قاری کو آخری جملے تک پڑھنے کے لئے باندھے رکھے ۔

معیاری تحریر کے زرّین اصول

معیاری تحریر کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے ۔مدرسین ان زرّیں اصولوں سے خود آشنا ہوں اور اپنے طلبا کو بھی شروعات میں ہی ان سے روشناس کر دینا چاہئے ۔

(1) لکھاوٹ صاف صاف ہو،حروف ،الفاظ و جملے صاف صاف اور مکمل ہوں ،علامتیں بھی صاف ہوں ، کٹے ہوئے الفاظ اور جملے نہ ہوں ۔

(2) لکھاوٹ میں کسی قسم کی غلطی نہ ہو املا کی غلطی یا ہجّے کی غلطی قطعی نہ ہو۔

(3) لکھاوٹ میں رفتار کی ایک خاص اہمیت ہے ۔ایک شخص بغیر غلطی کئے ہوئے آہستہ آہستہ خوبصورت لکھ سکتا ہے ۔مگر صرف آہستہ آہستہ صحیح لکھنا خوبی نہیں ہے بلکہ تحریر کی ایک مخصوص رفتار ہونی چاہئے ۔عمر درجہ اور ذہن کے بڑھنے کے ساتھ تحریری رفتار بھی بڑھنی چاہئے ۔

(4) تحریر ایک فن ہے اس لئے تحریر میں حسن وخوبصورتی ہونی چاہئے ۔ ہمیشہ اس میں حسن وخوبصورتی پیدا کرنے میں کوشاں رہنا چاہئے ۔اسلوب میں انفرادیت کی جھلک موجود ہو۔مگر ایسا نہ ہو کہ انفرادی اسلوب اصولی رسم الخط کے منافی ہو۔

(5) تحریر میں املا ،اعراب اور علامت کی غلطی نہ ہو۔ بلکہ صحیح مقام پر اعراب ،اصناف وعلامت لکھنا چاہئے ۔

(6) تحریر کے حروف یکساں ہوں ۔متوازی حروف بھی برابر ہوں ۔کوئی حروف یا لفظ چھوٹا یا بڑا نہ ہو۔کلمہ کی حرکت میں یکسانیت ہونی چاہئے ۔

(7) اشکال الفاظ میں مناسبت ہم آہنگی اور یکسانیت ہو۔حرفوں ،لفظوں اور جملوں کے درمیان فاصلہ برابر کا ہو علامت کا استعمال برملا ہو۔

لکھنا سکھانے سے قبل کی جانے والی سرگرمیاں

لکھنا سکھانے کے لئے معلم کو چاہئے کہ وہ مندرجہ ذیل مراحل سے آشنا ہوں۔

(1) پہلے حرفوں کے ماڈل، ریت اور مٹّیوں میں انگلیوں سے لکھنے کی مشق کرائی جائے۔ بعد میں سیمنٹ والے بورڈ (تختہ سیاہ) اور پھر کاپی پر۔

(2) پہلے صرف علت پھر حروف صحیح اس کے بعد الفاظ، جملے، اعراب وعلامت کا استعمال اور پھر پیراگراف دیا جائے۔

(3) نقل نویسی اور خودکار کاپیوں کا استعمال کروایا جاسکتا ہے۔

(4) لکھنے کا مواد بھی عمر، درجہ اور ذہن کے عین مطابق ہو ایسے مضامین یا مواد اکٹھا کئے جائیں جس سے تحریر کا شوق بچّوں میں پیدا ہو اور وہ ایسا کرنے میں خوشی محسوس کرے۔

انفرادی سمجھ کے فروغ والی سرگرمیاں

لکھنا سکھانے کے فروغ کے قبل چند مشاغل تجویز کئے جاسکتے ہیں۔ ان کے ذریعہ کھیل کھیل میں بچّوں کو لکھنا سکھانے کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔ لکیر کھینچنے سے قبل ہی قلم پکڑنے اور انگشت پر گرفت کے لئے یہ سرگرمیاں معاون ہوں گے جیسے مثلاً بچّہ جب دوسروں کو دیکھ کر قلم کو پکڑنا و چلانا شروع کردے تو یہی وقت ہوتا ہے، اس کی صحیح رہنمائی کا۔ ایسا قلم دیا جائے جو نوکیلے نہ ہوں اور اس کی سیاہی رنگین ہو۔ اور کاغذ کی جگہ اخبارات کے پنّے یا بڑا چارٹ پیپر جسے زمین پر بچھا یا پھر دیوار پر چسپاں کر بچّے کو آزادانہ طور پر قلم چلانے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اس سے بچّے کی گرفت قلم پر مضبوط ہوگی ساتھ ہی بچّے کے جسم کے ان عضلات واعصاب کی بھی ورزش ہوگی جو لکھنے میں معاون ہیں۔ اس طرح کے عمل کو نہ صرف گھروں میں بلکہ Pre-Primary درجات میں بھی کرایا جاسکتا ہے جہاں کمرۂ جماعت کی دیواریں وفرش کو تختہ سیاہ کی شکل دیا گیا ہو۔

اس عمل کے علاوہ درج ذیل سرگرمیوں کو Pri-Primary کے درجات میں کرایا جاسکتا ہے۔ لیکن ان سرگرمیوں میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ انھیں کھڑے ہوکر دیواروں پر لکھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے، یہ اس کے لئے آسان رہتا ہے۔ بیٹھ کر کاپیوں میں لکھنا بچّوں کے لئے نہایت ہی مشقت آمیز عمل ہے۔

1. لکیر اوپر سے نیچے لکھنا
2. لکیر نیچے سے اوپر لکھنا
3. لکیر دائیں سے بائیں لکھنا
4. لکیر بائیں سے دائیں لکھنا
5. دائرہ بائیں سے دائیں بنانا
6. دائرہ دائیں سے بائیں بنانا

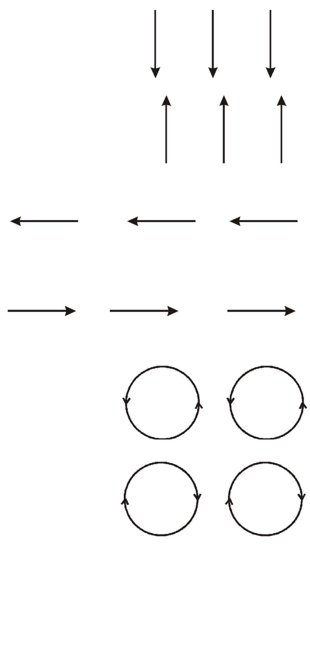

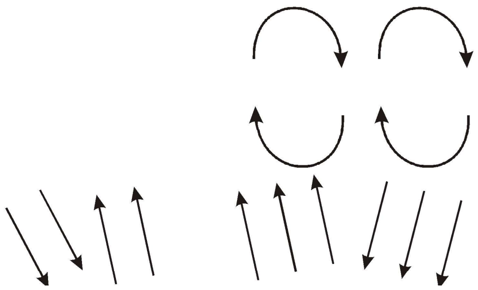

7. نصف دائرہ بائیں سے دائیں

8. نصف دائرہ دائیں سے بائیں

9. آڑی ترچھی لکیریں نیچے سے اوپر و اوپر سے نیچے

10. حروف کی ٹھوس شکل پر انگلی پھیرنا،

11. موبائیل میں لرننگ ایپ پر حروف انگلی چلا کر لکھنا

12. استاد کے ذریعہ فراہم کردہ خاکوں وتصویروں میں رنگ بھرنا

13. Drawing Copy کی تصاویر میں رنگ بھرنا وغیرہ۔

لکھنا سکھانے کے رسمی طریقے و کمرہ جماعت میں کی جانے والی سرگرمیاں:

بچّے Pre-Primary درجہ میں چوتھے سال کی عمر کی شروعات سے ہی حروف لکھنے کا آغاز کر دیتے ہیں۔ اس سے قبل وہ تمام آوازوں اور ان سے بنے الفاظ و جملے بولتے ہیں۔ وہ حروف کو اور ان سے بنے آسان الفاظ کو پڑھتے ہیں۔

اردو کا حروف تہجی درج ذیل ہے:

مفرد حرف

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ

د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض

ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن

و ہ ھ ء ی ے

مرکب حروف

بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ

دھ ڈھ رھ ڑھ

کھ گھ لھ مھ نھ

اردو حروف تہجّی کے بنیادی اشکال

ا ب ح د ر س ص ھ

ع ف ق ک ل م ن و

ہ ھ ی ے بھ جھ کھ لھ مھ

اردو زبان میں کم وبیش 25 بنیادی علاماتِ حرف ہیں جن کی مدد سے اردو زبان پڑھی ولکھی جاتی ہے۔ معلم کو چاہئے کہ وہ حروف کی ان شکلوں کو کاپیوں میں خوش خط لکھ کر دیں اور بچّے ان پر قلم (پنسل) چلائیں۔ اس کے بعد پہلے مفرد پھر مرکب حروف کی لکھنے کی مشق بار بار کرایا جائے۔ خاص طور پر کھڑے ہو کر دیواروں پر و بول بول کر کاپیوں پر لکھنے کی مشق کرائی جائے۔ لکھنا سیکھنے کا یہ شروعاتی عمل ہے یہیں پر استاد کو چاہئے کہ وہ بچّوں کے انفرادی صلاحیتوں کا خاص دھیان رکھے اور نہایت ہی صبر وتحمل سے کام لے اور بچّوں کے ساتھ شفقت و ہمدردی سے پیش آئیں۔ ان کی تعریف وحوصلہ افزائی میں کوئی کثر نہ چھوڑیں۔

لفظ وفقرے لکھنا

لفظ لکھنا سکھانے کا عمل بھی Pre-Primary درجات کا حصّہ ہے۔ یہ ایسا وقت ہے جہاں ہمیں خاص خیال رکھنا ہے کہ بچّے کی پڑھنے کی صلاحیت کس سطح کی ہے۔ یہاں پڑھنے کی صلاحیت اس کے لکھنا سیکھنے کو متاثر کرے گی۔ ہمیں چاہئے کہ بچّوں ان کے انفرادی صلاحیت کے اعتبار سے لکھنے کا مشق کرائیں نہ کہ ہر طالب علم کو ایک ہی طرح کے لفظ لکھنے کو دیا جائے۔ اگر ایسا کرتے ہیں تو یہ طلباء کے لئے اُباؤ اور بے لطف ہو جائے گا۔ اور وہ لکھنا سیکھنے میں پچھڑ سکتے ہیں۔

Pre-Primary درجات میں لفظ لکھنا سکھانے کے لئے کسی بھی طرح کی جلد بازی نہ کی جائے۔ بہتر تو یہ ہوگا کہ انھیں دو یا تین آوازوں والے ایسے لفظ لکھنے کی مشق کرائی جائے جن کے حروف لکھنے میں اپنی شکل نہیں بدلتے ہیں۔ بچّوں کی دلچسپی کا لحاظ رکھ کر ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جائے جن میں حروف اپنی اصل صورت میں آتے ہوں۔ یہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ مثلاً

دل	دن	دم	ڈر	رب	رک
دس	دو	اب	رتھ	رکھ	رخ
آم	آج	آگ	آب	آپ	آن
رات	راج	دام	دان	دال	ڈاک
ڈال	ڈول	دوڑ	دور	دادا	وادی

دو دن، وہ دے، اور لے، دام دو،

آم دے دو، رس دار، دوا لے، وغیرہ

اس کے بعد ایسے فقرے بنا کر نقل کرائے جائیں جن کی مدد سے بچّے اُو یا دُو (ہ) کی آواز سے روشناس ہو سکیں۔ جیسے

اب دوڑو، رات دن دوڑو،

دوڑو دادی دوڑو

دادی دال دو

دادی دال ڈال دو

دادی رس ڈال دور

دادی ڈال دور رس ڈال دو

آؤ دارا آؤ

دارا اور داور آؤ

دادا اور داور آؤ

دادا اور داور روز آؤ

روز رات آؤ

دادا روز روز آؤ

دادا دوات لاؤ

لاؤ دوات لاؤ

دس آم لاؤ

رس دار آم لاؤ

دادا روز رس دار آم لاؤ۔

مذکورہ بالا الفاظ کے الٹ پھیر سے اور بھی فقرے بنائے جا سکتے ہیں۔ اور بچّوں کو حروف سالم کا تصوّر دلانے کے لئے نہایت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ دو۔ چار سبق کے بعد ان الفاظ میں عام طور پر بولے جانے والے الفاظ مثلاً یہ، رہے، اور ہیں، وغیرہ کا الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے اور اس قسم کے جملے بنا کر لکھوائے جائیں۔

ان الفاظ سے فقرے بنائے جائیں اور فقرے حروف علت یعنی Vowels کی بعض آوازوں مثلاً۔آ، اے، اور ای وغیرہ کا خاص لحاظ رکھ کر مختلف گروہوں میں تقسیم کر لئے جائیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ بچّوں کو ہجّے ذہن نشیں کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ فقروں کی گروہ بندی کچھ اس قسم کی ہونی چاہیئے۔

(الف) دارا آ، آدرا آ، دادا آ، آ داد آ

(ب) آم لا، دادا آ لا، دارا آم لا، لا آم لا

(ج) وہ دوڑا، دارا دوڑا، دارا داور دوڑا، رام دوڑا، دادا دوڑا

ان فقروں کو معلم واضح طور پر تختہ سیاہ پر لکھے اور بچّوں سے مشق کرائے، ان کی مدد سے بچّے بعض حروف کی اصل صورتوں کے ساتھ

آ کی آواز سے بھی مانوس ہو جائیں گے۔ اب انہیں الفاظ کی مدد سے فقروں کا دوسرا گروہ تیار کئے جائیں اور'اے' کی آواز سے مانوس کرایا جائے۔مثلاً:

(الف) آم دے

دادا آم دے

دادا آم دے دو

دارا دس آم دے

دو آم اور دس آم دے

رس دار آم دے

دارا آم لائے

وہ دوڑے

دارا دوڑے داور دوڑے

دارا اور داور دوڑے

مرکب حروف والفاظ لکھنا سکھانے کا مشق:

مذکورہ بالا مشق کرانے کے بعد طالب علم کو حروف کے مرکب سکھانا چاہیئے۔ پہلے دو حرفوں والا پھر تین یا اس سے زائد حروف والا مرکب۔اس کے لئے بامعنی حروف کا بھی چناؤ کیا جا سکتا ہے جس میں پہلے ا ، و اور ی ے سے بنے مرکب شامل ہوں۔جیسے:

بات،	پان،	ٹاٹ،	جان،	
شام،	عام،	قان،	کان،	لاج
مار،	نان،	ہار،	یار	
بول،	تول،	پول،	جوڑ،	
حوڑ	شوخ،	صوم،	طور،	عورت
قول،	قوم،	کون،	لوٹا،	موم
نوٹ،	ہونا،	یوا		
کاپی،	مائی	حاجی،	باجی	
ہادی،	باڈی،	بازی،	باسی،	ماضی
باغی،	کافی،	باقی،	ہاکی،	
مالی،	نانی،	راہی،	دائی، وغیرہ	

مرکب حروف کا ا، و اور ی کے ساتھ مرکب:

بھا،	تھا،	جھا،	چھا،	دھا،	ڑھا
کھا،	گھا،	لھا،	مھا،	نھا،	
بھو،	پھو،	تھو،	جھو،	چھو،	دھو
ڈھو،	کھو،	گھو،			
بھی،	تھی،	پھی،	جھی،	چھی،	دھی
ڈھی،	ڑھی،	کھی،	گھی۔		

اس کے مشق کے ساتھ ساتھ ہی ان سے بننے والے آسان الفاظ وفقرے لکھنے کی مشق کرائی جائے تا کہ لکھنے میں بچّوں کی دلچسپی میں کوئی کمی نہ آئے۔ بامعنی لفظ لکھنا بچّوں کے اباؤ پن کو دور کرتا ہے۔ اس طرح کے آسان مرکبات، الفاظ اور فقرے لکھنے کے بعد بچّوں کو جملہ بندی کی طرف مائل کرنا چاہئے۔ جس میں بچّوں کو چھوٹے چھوٹے بامعنی الفاظ لکھنے کی مشق کرائی جائے تا کہ وہ اپنے آس پاس یا اپنے سے جڑی ہوئی باتوں کو جملے کی شکل دے سکے۔ پھر اس کی پیرایہ بندی کی صلاحیت کو بھی نکھارا جائے۔

سہ حرفی، چہار حرفی و پنج حرفتی الفاظ لکھنا

مندرجہ بالا مشق کرانے کے بعد بچّوں کو ا ، و اور ی کی مدد سے حروف کو جوڑ کر سہ حرفی، چہار حرفی و پنج حرفی الفاظ لکھنے کی مشق کرائی جائے۔

بال، بیل، میلا، بولی، ٹولی، لوکی، برفانی

باورچی، پانی، پھول، مولی، کوبی، بیت، بریانی

ریت، ہاتھی، ساتھی، جھولا، تھیلا، گیلا وغیرہ

بچّوں سے جڑے ہوئے الفاظ لکھنے کی مشق

بچّے کمرۂ جماعت میں اپنے سے جڑے ہوئے الفاظ کو لکھنے میں بے حد دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ بڑے شوق سے اپنا نام، اپنے رشتہ داروں کے نام، اپنے دوستوں کے نام وغیرہ کو نہایت ہی دلچسپی کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اس لئے معلم کو چاہئے کہ وہ بچّوں کو اس فطری دلچسپی کو لکھنا سکھانے میں کام لائے اور ہر بچّے کو انفرادی طور پر ان کے جڑے ہوئے الفاظ لکھنے کی مشق کرائی جائے۔

اس کے ساتھ ہی بچّوں کو گاؤں، شہروں، دنوں، مہینوں، پھلوں، سبزیوں، کھیلوں، گھر اور اسکول میں استعمال ہونے والی مختلف قسم کی اشیاء کے نام کو لکھنے کی مشق کرائی جائے۔ اس کے ساتھ ہی بچّوں کو گاؤں، شہروں، دنوں، مہینوں، پھلوں، سبزیوں، کھیلوں، گھر اور اسکول میں استعمال ہونے والی مختلف قسم کی اشیاء کے نام کو لکھنے کا مشق کرایا جائے۔ اس سے نہ صرف وہ لکھنے میں مہارت حاصل کریں گے بلکہ ان کے اندر خود اعتمادی کو فروغ بھی ملے گا۔

لفظ سے جملے بنوانا

لفظ سے جملے بنوانے کا عمل کمرۂ جماعت میں کیا جانے والا بہت ہی پرانا اور روایاتی عمل ہے۔ جسے اکثر معلم اپنی درجات میں کراتے ہیں۔ بچّے جب لفظ لکھنے پر قدرت حاصل کرنے لگیں تو انہیں جملہ بنانے کی طرف بھی راغب کرنا چاہئے۔ اس سے اُن میں تخلیقی صلاحیت کو فروغ ملے گی۔ اس کی شروعات دو یا تین لفظ والے جملے سے کی جا سکتی ہے۔ جیسے:

آم:۔ آم میٹھا ہے۔

رات:۔ ابھی رات ہے۔

دن:۔ دن ہو گیا۔

اسکول:۔ اسکول جاؤ۔ وغیرہ

جملے بنوانے کا عمل طلبا کے گریڈ کو نظر رکھتے ہوئے آسان سے مشکل کی طرف ہونا چاہئے۔

زبانی لکھائی و املانویسی (Dictation)

یہ بھی ایک بہت ہی پرانا اور روایتی طریقۂ تحریر ہے جس میں معلم کمرۂ جماعت میں اجتماعی طور پر بچّوں کو ان کے گریڈ کو دھیان میں رکھ کر زبانی لکھواتے ہیں۔ معلم کبھی نصابی کتب کی مدد سے تو کبھی کسی اخبار یا کسی رسالے سے کچھ جملے یا کوئی چھوٹا پیرا یہ لکھواتے ہیں۔ لکھوانے کے فوراً بعد ان کی کاپیاں چیک کرتے ہیں اور اصلاح کرتے ہیں۔ اس سے نہ صرف طلبا کی املانویسی درست ہوتی ہے بلکہ ان کے لکھنے کی رفتار کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ معلم سبق پڑھانے کے بعد سبق میں آئے مشکل اور ثقیل الفاظ کو زبانی لکھواتے ہیں اور پھر فوراً اس کی تصحیح بھی کرتے ہیں۔ جس سے طلبا کی املانویسی درست ہوتی ہے۔

پیراگراف لکھنا

بچّے جیسے جیسے اپنی فطری صلاحیت کو فروغ دیتے ہوئے تحریر میں مہارت حاصل کریں اس کے ساتھ ہی معلم کو چاہئے کہ صحیح وقت پر انھیں اقتباس لکھنے کی طرف مائل کریں۔ طلبا کو ان کے پسند کے موضوع پر بات چیت کرنے کا موقع فراہم کرایا جائے اور اس کے ساتھ ہی انھیں اس موضوع پر چند جملے لکھنے کو دے۔ بچّے چھوٹے چھوٹے اقتباس لکھتے ہوئے انشاء اور مضامین لکھنے میں استعداد حاصل کریں گے۔

نظم و کہانی لکھنا

معلم کو چاہئے کہ درجہ میں بچّوں کو نظم اور کہانی لکھنا بھی سکھائے۔ اس کے لئے اسے سنی ہوئی کہانی کو لکھنے کہا جا سکتا ہے اور ساتھ ہی نصابی کتب میں شامل نظم کی طرح ہی نظم لکھنے کو کہا جا سکتا ہے۔ کئی بچّے گانے کے شوقین ہوتے ہیں ان میں تخلیقی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ ان کی اس صلاحیت کے فروغ کے لئے چھوٹی چھوٹی نظمیں لکھنے کی تربیت کر سکتے ہیں۔ معلم چھوٹی چھوٹی نظموں اور کہانیوں کے ذریعہ ان کی رہنمائی کریں۔ جن کے الفاظ ان کی عمر اور معلومات کے مطابق ہوں۔

لکھنا سکھانے کے چند اہم پہلو

بچّوں سے لفظ لکھوانے میں ہم جو بے جا جلد بازی کرتے ہیں وہ کسی بھی زاویے سے درست نہیں ہے کیوں کہ حروف کے علامتوں

کی پہچان اوران کی آواز کے ساتھ ربط ایک مشکل امر ہے جسے اوپر کی کارکردگی میں آپ نے دیکھا۔اس کے علاوہ بچّوں کوحروف کے جوڑ سیکھنے میں بھی دشواریاں آتی ہیں۔جس کوایک معلم اپنی شفقت اورمہارت سے آسانی سے سکھا سکتا ہے۔

حروف تہجی پرمشق بنالینے آوازوں کی علامتوں کے ساتھ آزادانہ طور پر شناخت کر لینے کے بعد کاعمل الفاظ بنانا اورلکھنا ہے۔پھر الفاظ کی مدد سے جملے اور جملوں سے اقتباس لکھنے کاعمل شروع ہوتا ہے۔یہ لکھنا سیکھنے کا تدریجی عمل بھی ہے اورمعلوم سے نامعلوم اور نامعلوم سے معلوم تک رسائی کا بھی۔بچّوں کی قوت انشاءیاتخیل کااس میں کوئی خاص دخل نہیں ہوتا لیکن تصویر سے کہانی بنانا اوراپنی پسند کے مطابق کہانیاں بنانا یا کہانیوں کوآگے بڑھانے کاعمل خالص تخلیقیت پرمبنی ہوتا ہے جس میں قوت تخیلہ کےعلاوہ انشاءپردازی کا کافی دخل ہوتا ہے۔ ان سارے عوامل کو یکجا طور پر لکھنے سے جوڑکرہم ان کے احساس وجذبات کےعلاوہ فہم وادارک کا احاطہ بھی اس مرحلہ میں کرسکتے ہیں۔جس سے اس کے اندر تخلیقیت کا فروغ بھی ہوسکے اور وہ زبان کے ایک فطری تقاضے کا سمت میں اپنی انفرادیت کوظاہر کرسکیں اوران کے افکار ادب کا شاہکار بن سکیں۔

لفظ جملے اور اقتباس لکھنا

بچّے کی پہلی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنا نام لکھے،اگراستاد واضح اور صاف خط میں بچّے کا نام لکھ کراس کے ڈیسک پر چسپاں کردیں تو بچّے میں اس بات کی ترغیب ہوسکتی ہے کہ وہ نقل کرکے اپنا نام لکھنے کی کوشش کرے۔

لفظ مجموعہ ہوتا ہے حروف کا۔وہ دوحروف ہو یا دو سے زیادہ ایسے حروف کولفظ کی مدد سے پہچانا جاتا ہے۔اگر نقطے صحیح طور پر نہ ڈالے جائیں تو املا غلط ہوگا اوررسم الخط کی ایک خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ اس میں اختصار کو بہت دخل ہے۔کم جگہ میں اور کم کم وقت میں زیادہ لکھا جاسکتا ہے مگر لفظوں کو بے جگہ ہونے سے یہ خوبی خامی میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

لفظوں کے ساتھ دوسری بات یہ ہے کہ حرفوں کے جوڑ ٹھیک ہوں لفظوں میں سالم حروف لفظ کے آخر میں آتے ہیں۔زیادہ تر حروف کوملا کر لکھا جاتا ہے اوراس کی وجہ سے حرفوں کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔اس بات سے واقفیت ضروری ہے کہ کس حروف کا جوڑ کس طرح لکھنا ہے اور کہاں پرشوشہ کس طرح نمایاں ہوگا۔اس کے لئے دو باتیں ضروری ہے۔ایک تو یہ ہے کہ قلم کو ذرا احتیاط سے حرکت دیا جائے،دوسرے یہ کہ طالب علم کوشروع میں مختلف حرفوں کے جوڑوں کی مشق کرائی جائے۔

ترکیب:۔ترکیب کا مطلب ہے ایک حروف کا دوسرے حروف سے ملنا،ترکیب کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

1. ترکیب سابق
2. ترکیب لاحق
3. ترکیب طرفین

نو(۹)حروف ایسے ہیں جو اگلے حروف سے ملا کر نہیں لکھے جاسکتے ہیں۔یہ نو(۹)حروف ہیں:

ا، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، و

یہ حروف صرف ترکیب سابق کوقبول کرتے ہیں اورترکیب لاحق محروم ہوجاتے ہیں اوراس طرح ترکیب طرفین سے خود بخود محروم ہوجاتے ہیں۔

حرفوں کے جوڑوں میں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ شوشے نہ کم ہوں اور نہ زیادہ۔ مثلاً ہمزہ، ہمزہ کے لکھنے میں بہت زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں۔ دراصل ہمزہ اردو میں مستقل حروف کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے اور اس بات کو بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمزہ الف کا قائم مقام ہے۔ جب دو حرف علت اپنی اپنی آواز الگ الگ دیں تو ان کے بیچ ہمزہ آ سکتا ہے۔ اس لئے آؤ، جاؤ وغیرہ میں ہمزہ لکھنا چاہئے مگر بناو سنگار، بھاو، تاو، میں ہمزہ کی ضرورت نہیں۔

جملے لکھتے وقت دو لفظ کے درمیان فاصلے کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ علامتوں و اعراب کے متعلق یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ ان کو بے ضرورت استعمال نہ کیا جائے۔ اکثر لفظوں سے لوگ واقف ہوا کرتے ہیں زیادہ زیر، زبر، پیش یا علامتیں لگانے سے عبارت بوجھل اور بدنما ہو جاتی ہے۔ یہ خیال رہے کہ عبارتوں کی بہت سی علامتوں سے بوجھل بنا دینا کچھ مناسب نہیں جیسے بہت سے زیور لا دلینا بھی گنوار پن کی پہچان بن جایا کرتی ہے۔ بقدر ضرورت ان چیزوں کو استعمال کرنا چاہئے۔ وہ زیر زبر ہوں یا اوقاف۔ ہاں جہاں ضرورت ہو وہاں اعراب ضرور لگانا چاہئے۔ سکتہ، وقفہ، ربط، ختمہ، سوالیہ (؟)، ندائیہ، فجائیہ (!)، قوسین [{( )}]، واوین ''   '' علامتوں سے بھی پوری طرح کام لینا چاہئے بلکہ ان کو لازم سمجھنا چاہئے تاکہ آپ کی عبارت زیادہ فطری ہو سکے اور قاری ٹھیک وہی سمجھے جسے آپ بتانا چاہتے ہیں۔

علامتیں

علامت	اردو نام	انگریزی نام
،	سکتہ	Comma
;	وقفہ	Semi Colon
:	رابطہ	Colon
۔	خاتمہ	Full Stop
؟	سوالیہ	Sign of Interrogation
!	ندائیہ۔ فجائیہ	Sign of Exclamation
( ) [ ]	قوسین	Brackets
'' ''	واوین	Inverted Commas

لکھنا سکھانے کے طریقے

1. لکھے ہوئے حروف پر قلم چلانے کا طریقہ:

اس طریقے میں معلم طلباء کی بیاض میں صرف لکھ دیتے ہیں۔ طالب علم لکھے ہوئے اُن حروف پر قلم یا پنسل چلا کر مشق کرتے ہیں۔ اس عمل کو لکھنا سیکھنے کے شروعاتی مراحل میں بے حد کامیاب تصوّر کیا جاتا ہے۔ اس سے طالب علم حروف کی بدلتی ہوئی شکلوں کو بنانے اور جوڑنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔

2. دیکھواور لکھو کا طریقہ:

اس طریقہ میں طلباء کسی تصویر یا چیز کو دیکھتے ہیں اوراس کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو لکھتے ہیں۔تصویروں کو دیکھ کر جن الفاظ سے ان کے نام شروع ہوتے ہیں ان حروف کو لکھتے ہیں۔میز کو دیکھ کر ''م'' لکھنا کرسی کو دیکھ کر ''ک'' لکھنا وغیرہ۔استاد طالب علم کی کاپیوں میں لکھ کر دیتے ہیں اور طالب علم اس کے نیچے اس کی نقل کرتے ہیں۔اس سے ان کی خوش خطی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔طالب علم کتابوں سے و بلیک بورڈ کو دیکھ کر بھی لکھتے ہیں۔

3. پستالوزی کا طریقہ

اس طریقہ میں سیدھی لکیروں کے ذریعہ حروف لکھائے جاتے ہیں۔پستالوزی نے حروف کو لکیروں اور دائروں میں تقسیم کر کے اسے جومیٹری کے مانند بنا دیا ہے۔اس کا کہنا ہے کہ حروف لکھنے سے پہلے بچّوں کو ڈرائینگ کی مشق کرانی چاہئے۔ڈرائینگ کے ذریعہ وہ آسانی سے خط مستقیم ،دائرے اور نیم دائرے بنانا سیکھ جاتے ہیں۔شروع میں لکڑی یا کارڈ بورڈ کے ٹکڑے دے دیئے جاتے ہیں جو خط مستقیم ،خط منحنی کے دائرے، چوکور اور مربع نقطوں کی شکل میں کٹے ہوئے ہوں اور ان کو جوڑ کر حرف بنانے کی مشق کرائی جائے اور اس کے بعد حرف لکھنا اور لفظ بنانا سکھایا جائے۔حروف شناسی میں کام آنے والے ٹکڑوں کی شکلیں اس طرح کی ہوتی ہیں۔

1. خط مستقیم:۔ 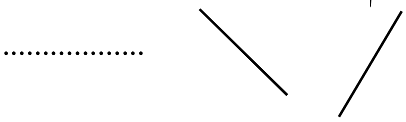

2. خط منحنی:۔ ....

3. گول نقطہ:۔ 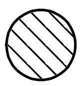

4. چوکور مربع نقطہ:۔ 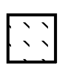

اس طرح معلم حروف کو ان ٹکڑوں کی شکلوں کے اعتبار سے کئی حصّوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور انھیں کے حساب سے بچّوں کو حروف لکھنا سکھاتا ہے۔

4. مانٹیسری کا طریقہ:

ماریہ مانٹیسری نے لکھنا سکھانے کا ایک طریقہ نکالا جسے حسی طریقہ کہتے ہیں۔اس میں ابتدائی دور میں بچّوں کی انگلیوں کو متحرک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اور رہنمائی کے لئے کٹے ہوئے حروف پر انگلی پھیر کر انگلیوں کو حروف سے واقف کراتے ہیں۔جب انگلی کو حروف پر گھمانے کی عادت ہو جاتی ہے تو بچّوں کو لکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔اس طریقہ تدریس میں اردو کے مفرد حروف سکھانے میں کسی حد تک مدد مل سکتی ہے لیکن مرکب حروف کا سیکھنا اس قدر آسان نہیں۔

اس کے لئے ہر حرف کو مکمل شکل کے ساتھ ہی ساتھ لفظ سے مل کر بننے والی شکل کے ٹکڑوں کو الگ الگ کاٹ کر ہاتھ پھیرنے کی مشق کرانی ہوگی۔حروف مفرد کی شناخت کے بعد انہیں کاغذ پر لکھوایا جا سکتا ہے۔اس کے بعد ہی حروف کو جوڑنا سکھایا جائے۔ یہ لکھنا

سکھانے کا ابجدی طریقہ ہے جس میں پہلے تمام حروف تہجی سے روشناس کرانے کے بعد مفرد اور مرکب الفاظ سکھانا ہوتا ہے۔

پڑھو لکھو کا طریقہ

اس طریقہ میں پڑھنے کے ساتھ ہی لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس کی تائید مہاتما گاندھی نے بھی کی ہے۔ اس پر بچّوں کی آنکھیں حروف والفاظ کو دیکھتی ہیں۔ کان ان چیزوں کے نام اور معنی سے واقف ہوتے ہیں۔ آنکھیں آسانی سے شکلوں اور حرفوں کو دیکھنے میں مدد دیتی ہیں اور لکھائی میں غلطی کے امکانات کم ہوتے ہیں۔

اس طریقہ میں بچّوں کو پہلے دلچسپ جملے قصّے پڑھنے کے بعد انہیں لکھنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ بعد میں حروف اور الفاظ کو الگ الگ لکھنا بتایا جاتا ہے۔ اس میں لکھنا سکھانے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔

1. لکھنا سکھانے کا کام پورے قصہ سے شروع کیا جائے۔
2. اس کے بعد جملے لکھنے کی مشق کرائی جائے۔
3. پھر لفظ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پہلے طریقہ میں پورا قصّہ نقل کرایا جاتا ہے۔ پھر عبارت کے جملوں کو الگ الگ کر کے لکھنے کی مشق کراتے ہیں۔ اس کے بعد جب بچّے قصّے کو نقل کرنے اور اجزا کو پہچاننے لگتے ہیں تو لفظ اور حروف کو الگ الگ لکھنا سکھاتے ہیں۔ اس میں پڑھنے اور لکھنے کا کام ساتھ ساتھ ہوتا ہے اور نقل کے ذریعہ بچّہ لکھنا سیکھ جاتا ہے۔

تصویر سے کہانی بنا کر لکھنا

بچّوں کو تصویر دیکھ کر کہانی بنانا ایک فطری عمل ہے۔ چونکہ بچّہ جیسے ہی کوئی تصویر دیکھتا ہے اس کو ایک کہانی کے طور پر سوچتا ہے۔ جیسے جال میں پھنسے شیر اور چوہے کی تصویر، انگور پر لپکتا ہوا لومڑی کی تصویر، کوّے، روٹی اور لومڑی کی تصویر، تاجر اور پیڑ پر ٹوپی پہنے تاجر کی تصویر، گھڑے اور پیاسے کوّے کی تصویر وغیرہ۔ یہ ایک بچّے کا اس کے ساتھ سابقہ معلومات سے جوڑنے کا عمل ہے۔ اس فطری عمل کو ان کی انشا پردازی کے طور پر فروغ دینے کا تدریسی عمل ہے جو تخلیقیت پر مبنی ہوتا ہے۔ بچّوں کو تصویر بنانے کا شوق ہوتا ہے۔ بچّے اپنی بنائی ہوئی تصویروں کے نام دینے اور لکھنے میں دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ بنائی تصویروں پر کہانی لکھوائیں۔ بچّوں کو ان چیزوں کے بارے میں لکھنے کے لئے کہا جاسکتا ہے۔ جو وہ اپنے گھر اسکول میں دیکھتے ہیں اور انھیں بے حد پسند کرتے ہیں۔

☆☆☆

اکائی۔5

(Unit-5)

منصوبہ سبق اور درجاتی عمل

- ☆ منصوبہ کا معنی و مفہوم، ضرورت اور اہمیت
- ☆ منصوبہ سبق کے طریقے
- ☆ تخلیقی تدریس کی ترکیبیں اور منصوبہ سبق
- ☆ منصوبہ سبق اور تخلیقی درجاتی عمل میں رشتہ

اکائی۔5
(Unit-5)

منصوبہ کا معنی ومفہوم،ضرورت اور اہمیت

بامقصد عمل ہمیشہ منصوبہ بند ہوتا ہے۔کسی کام کو ترتیب وار کرنے کی وجہ سے اس کے مطلوبہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔افراد ہوں یا ادارے کسی کام کو جب منصوبہ بند طریقے سے انجام دیتے ہیں تو اس میں کامیابی حاصل ہوتی ہے اسی لئے کسی فرد یا ادارے کے ترتیب وار کام کا طریقہ ہی منصوبہ کہلاتا ہے۔

تدریسی عمل کو احسن طریقے سے انجام دینے کے لئے منصوبہ بندی نہایت ضروری ہے۔کیونکہ تدریس ایک پیچیدہ عمل ہے۔درس وتدریس میں بہت سارے عوامل کارفرما ہوتے ہیں جیسے بچے کی عمر،ان کی اہلیت،تدریس کے لئے لیا گیا وقت یا مدت،مواد مضمون میں بچے کی دلچسپی،بچوں کی انفرادیت،بچوں کے سابقہ معلومات امدادی اشیاء وغیرہ۔

مندرجہ بالا عوامل کو پیش نظر رکھتے ہوئے سبق کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔منصوبہ بندی میں استاد کے پیش نظر موجود وسائل کا صحیح استعمال اور اس سے مطلوبہ نتائج واضح ہونے چاہئے۔منصوبہ سبق زیر تربیت استاد کے لئے کمرہ جماعت میں درس وتدریس کے عمل کو ایک سمت بخشتا ہے۔استاد کے لئے خود احتسابی کا مواقع فراہم کرتا ہے۔ساتھ ہی ساتھ بچوں کے سیکھنے کے عمل کو بھی آسان اور دلچسپ بناتا ہے۔اس کے ذریعہ سے تدریس موثر ہوتی ہے۔بچوں کو زیادہ سے زیادہ کارکردگی کرنے کا موقع ملتا ہے۔بچوں کے اکتسابی عمل میں کامیابی کا اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔بچوں میں تجسس اور تخلیقی فکر کو پروان چڑھنے کا موقع فراہم کرتا ہے خصوصی ضروریات کے حامل بچے پر بھی نظر رکھنے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔منصوبہ بندی استاد اور بچے دونوں کے لئے سود مند ہوتے ہیں۔منصوبہ بندی کے ذریعہ استاد کے ذہن میں بچوں کے ذریعہ کئے جانے والے متوقع سوالات اور اس کے جوابات بھی ہوتے ہیں۔

تدریسی منصوبہ بندی کی ضرورت واہمیت درجہ ذیل ہیں

☆ منصوبہ کسی بھی بامقصد عمل کے لئے لازمی ہے۔
☆ منصوبہ کسی بھی عمل کو سمت عطا فرماتا ہے۔
☆ منصوبہ،محنت،وقت اور وسائل کو بربادی سے بچاتا ہے۔
☆ منصوبہ ایک ہوم ورک ہے جس کے ذریعہ کام کب،کہاں اور کیسے کیا جانا ہے اس کا پتہ چلتا ہے۔
☆ منصوبہ ذہنی کام ہے جو تحریری شکل میں ہوتا ہے۔
☆ کسی بھی عمل کو بروقت اور کارآمد نتائج کیلئے منصوبہ بندی ضروری ہے۔
☆ منصوبہ بندی کسی بھی عمل کے مختلف عوامل کو مربوط بنانے میں مددگار رہتی ہے۔
☆ منصوبہ بندی افرادی قوت کو ان کی اپنی ذمہ داریوں کو واضح کرتی ہے اور آپسی تال میل بیٹھانے میں مدد پہنچاتی ہے۔
☆ منصوبہ بندی مطلوبہ نتائج کے حصول کو یقینی بناتی ہے۔

منصوبہ سبق کے طریقے:

درس وتدریس کی کامیابی میں منصوبہ سبق جزولاینفک ہے۔ہمیں معلوم ہے کہ درس وتدریس ایک پیچیدہ عمل ہے اس پیچیدہ عمل کو آسان بنانے کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔درس وتدریس کئی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے ان مضامین کے ساتھ ساتھ درسی سرگرمیاں اور غیر درسی سرگرمیوں کی بھی شمولیت ہوتی ہے۔درس وتدریس کے مقاصد بہت ہی وسیع ہوتے ہیں جس کی حصولیابی لمبے وقتوں میں کی جاتی ہے ان مطلوبہ مقاصد کی حصولیابی کے لئے منصوبہ بندی نہایت ضروری ہے۔ہمیں معلوم ہے کہ درس وتدریس تین مرحلوں سے ہوکر گزرتی ہے۔

(1) تدریسِ قبل مرحلہ(Pre active phase of teaching)

(2) دورانِ تدریس مرحلہ(Interactive phase of teaching)

(3) بعد تدریس مرحلہ(Post active phase of teaching)

تدریس قبل مرحلہ(Pre active Phase)

تدریس کا وہ مرحلہ ہے جو کہ پڑھانے سے قبل پڑھانے کے متعلق غور وفکر کا استاد کو مواقع فراہم کرتا ہے۔اسی مرحلے میں استاد مختلف اقسام کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔

اس مرحلے میں استاد کمرہ جماعت میں داخل ہونے سے قبل پڑھائے جانے والے سبق کے متعلق موادِ مضمون پر گہرائی سے غور وخوض کرتا ہے اس کے متعلق تدریسی اشیاء یکجا کرتا ہے۔ساتھ ہی ساتھ دوران تدریس کے مراحل کو واضح کرتا ہے۔بچّوں سے موادِ مضمون سے متعلق پوچھے جانے والے سوالات کی تخلیق کرتا ہے۔بچّوں کے ذریعہ متوقع پوچھے جانے والے سوالات اوران کے جوابات تیار کرتا ہے۔ساتھ ہی ساتھ بچّوں کو تدریسی عمل میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کو یقینی بنانے کے لئے اوران کو پڑھنے کے لئے متحرک کرنے پر غور کرتا ہے۔اوران ساری باتوں کو ربط کے ساتھ بچّوں کے سامنے کیسے پیش کیا جائے۔اس کا ایک ٹھوس خاکہ تیار کرتا ہے۔حقیقت میں یہ مرحلہ سبق منصوبہ بندی کا ہے۔

دوران تدریس کا عمل(Interactive phase)

دوران تدریس کے عمل میں منصوبہ بندی کا اطلاق ہوتا ہے استاد کے ذریعہ جو منصوبہ سبق تیار کیا گیا ہے۔عین اسی کی روشنی میں بچّوں کے سامنے سلسلے وار ڈھنگ سے تدریسی عمل کو پیش کیا جاتا ہے۔استاد اپنے منصوبہ کی روشنی میں کمرہ جماعت میں داخل ہوتے ہی بچّوں کے ذہن کو عنوان کی جانب راغب کرنے کے لئے تفریحی گفتگو دلچسپ وپراثر انداز میں شروع کرتے ہوئے عنوان سبق پر پہنچتا ہے۔بچّوں کو عنوانِ سبق سے متعارف کروا کر موادِ مضمون کو سلسلے وار ڈھنگ سے تدریسی حصول کا پاس رکھتے ہوئے مختلف کارکردگیوں کے ذریعہ مواد مضمون کو پیش کرتا ہے۔بچّوں کی سمجھ کی جانچ کے لئے وقتاً فوقتاً ترقی پذیر سوالات(Developmental Questions)کے ذریعہ بچّوں کی سمجھ کو پرکھتا ہے اور درس وتدریس کے مقصد کی حصولیابی کے لئے گامزن ہوتا ہے۔استاد کی اس مرحلے میں پوری کوشش ہونی چاہئے کہ سبھی بچّوں کی شمولیت یقینی ہو اس مرحلے کے آخری حصے میں استاد سبق کا اعادہ اور تعین بھی کرے گا ساتھ ہی ساتھ گھر کا کام بچّوں کو تفویض کرتا ہے اور بچوں کی دلچسپی کو سبق کے ساتھ بنائے رکھتے ہوئے کلاس روم میں کروائی جانے والی کارکردگی کو بند کرتے ہوئے اپنے سبق کو مکمل کرتا ہے۔

درس وتدریس کے بعد کا مرحلہ(Postactive phase)

اس مرحلے کا تعلق احتساب سے ہے۔اسی مرحلے میں سبق کے منصوبہ بندی اور منصوبہ سبق کی عمل آوری کو جانچا وپرکھا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس مرحلے میں پڑھائے گئے منصوبہ سبق کی کامیابی کہاں تک حاصل ہوئی اس پر غور فکر کیا جاتا ہے کہ کیا اس منصوبہ سبق کی عمل آوری میں کیا کچھ کمی رہ گئی ،اس میں کیا سدھار کی ضرورت ہے۔اس پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔اسی مرحلے میں استاد اپنی کمیوں وکوتاہیوں کا بھی احتساب کرتا ہے اور ساتھ ساتھ بچّوں کو کس طریقۂ تدریس سے پڑھایا جاتا اور اور کون کون سی تدریسی مہارتوں کا پاس ولحاظ رکھا جاتا تو پڑھائی اور موثر ہوتی۔اس بات کو بھی زیر فکر لایا جاتا ہے۔یہ مرحلہ استاد کے لئے رہنمائی کا کام کرتا ہے۔

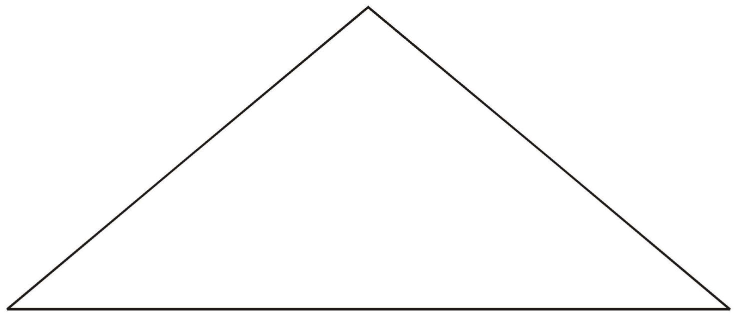

منصوبہ سبق کے طریقے

درس وتدریس میں تعلیمی منصوبے کی اہمیت وافادیت سے کسے انکار ہے۔منصوبہ کسی بھی عمل کو آسان اور نتائج خیز بناتا ہے اسی لئے تو تعلیم کے میدان میں اسے خصوصی اہمیت حاصل ہے۔شعبہ تعلیم میں تعلیمی منصوبہ بندی بنیاد کا کام کرتی ہے۔شعبہ تعلیم سے متعلقہ تمام افراد جیسے بچّے ،اساتذہ،والدین اور متعلقہ دیگر افراد تعلیمی منصوبہ بندی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں تعلیمی منصوبہ بندی میں علم کو زندگی کے مشاغل سے مربوط کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے تاکہ بچّوں میں علم کی تخلیق مناسب ہو سکے۔تعلیمی منصوبہ بندی کو نصاب کی روشنی میں موٹے طور سے تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1. سالانہ منصوبہ(Annual Plan)
2. یونٹ پلان(Unit Plan)
3. منصوبہ سبق(Lesson Plan)

سالانہ منصوبہ(Annual Plan)

سالانہ منصوبہ تعلیمی سال کے آغاز میں بنایا جاتا ہے۔اس کے لئے استاد پورے سال کے لئے تدریس سے متعلق سالانہ منصوبہ تیار کرتا ہے۔ایک سال میں کتنے ایام کار ہوں گے اور ان میں سے کتنے دن امتحانات کے لئے ہوں گے۔اسے طے کرلیا جاتا ہے تاکہ وقت

پر پورے نصاب کی پڑھائی مکمل کرلی جائے۔ساتھ ہی اردو زبان کے تینوں اصناف نظم، نثر اور قواعد کو منصوبہ کی روشنی میں پڑھایا جاسکے۔ سالانہ منصوبہ بندی میں ہر ایک مہینہ میں کروائی جانے والی سرگرمیوں وغیرہ کو نوٹ کرلیا جاتا ہے۔مثالی سالانہ منصوبہ کا خاکہ مندرجہ ذیل ہے:

مثالی سالانہ منصوبہ

1. اسکول کا نام: 2. مضمون:

3. جماعت/کلاس: 4. درکار پریئڈ:

سلسلہ نشان	مہینہ	تدریس کئے جانے والے سبق کی تفصیلات	درکار پریئڈس	تکمیل ہونے پر تاریخ دستخط معلم	تکمیل اردو زبان کے نہ ہونے پر وجوہات	صدر مدرس کا دستخط
1	2	3	4	5	6	7

یونٹ پلان (Unit Plan)

کسی بھی مضمون کو مواد کی یکسانیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یونٹوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اساتذہ کو چاہئے کہ وہ پڑھائے جانے والے یونٹس سے متعلق یونٹ پلان قبل از وقت تیار کرلیں۔یونٹ کی تدریس کے لئے یونٹ سے متعلقہ خصوصیات، درسی واکتسابی مشاغل، تدریسی طریقے، تدریس اشیاء جانچ وغیرہ کا قبل از وقت تعین کرنا۔اس طرح تیار کیا جانے والا منصوبہ یونٹ پلان یا جامع منصوبہ کہلاتا ہے۔

مثالی یونٹ پلان

(1) ابتدائیہ:

1. جماعت   2. موضوع: زبان اردو

3. یونٹ کا عنوان (سبق کا عنوان)   4. درکار پریئڈ

(2) خصوصیات۔تشریحات

(3) درسی واکتسابی مشاغل

موضوع کی تفصیل	معلم کے مشاغل/سرگرمیاں	طلباء کے مشاغل/سرگرمیاں	تعلیمی آلات	جانچ

منصوبہ سبق (Lesson Plan)

منصوبہ سبق کا تعلق کسی ایک خاص سبق سے ہوتا ہے۔سبق سے مراد ایک پریڈ میں پڑھائے جانے والے موادِ مضمون اور اس سے متعلق کمرہ جماعت میں کرائی جانے والی مختلف مشاغل کا ترتیب وار خاکہ ہوتا ہے۔ساتھ ہی زیر تربیت استاد کو مستقبل میں ایک بہترین استاد کی طرح مہارت کے ساتھ تدریسی فرائض انجام دینے کی استعداد پیدا کرنے میں منصوبہ سبق معاون ہوتا ہے۔

مثالی منصوبہ سبق:

سیکھنے کا منصوبہ (Learning Plan)

معلم/معلّمہ کا نام:	تاریخ:

درجہ:	رول نمبر:	موضوع:

اکائی:	عنوان:

عنوان سے متعلق سابقہ سمجھ کی اعادہ: **Review of the pre-understanding about the topic**

طلباء کا مواد مضمون سے متعلق سابقہ سمجھ:

کیا جو پڑھائے جانے والے عنوان ہیں، ان سے طلباء پہلے سے واقف ہیں؟ کیا مواد مضمون کے اندر بیان کی گئی باتیں طلباء کے ماحول سے یا آس پاس کی دنیا میں شامل ہے؟ کیسے یا کیسے نہیں؟

....

....

معلم کا موادِ مضمون سے متعلق سابقہ سمجھ:

کیا آپ نے اس موادِ مضمون کو پہلے پڑھایا ہے؟ کیا آپ کے پاس اس موادِ مضمون کی مناسب سمجھ ہے جس سے کہ آپ اسے بچّوں کو پڑھا سکیں۔

....

....

اسکول درسیات، نصاب سے مواد مضمون کا تعلق:

یہ مواد مضمون اس درجہ کے درسیات، نصاب میں بیان کردہ کن مقاصد/ نکات سے جڑا ہوا ہے؟ یہ مواد مضمون اس درجہ کے اور کن کن مضمون/ اکائی سے جڑا ہے؟ کیا یہ موادِ مضمون سابقہ درجات کے نصاب میں بھی شامل ہے، کیسے؟

....

....

مواد مضمون کی منصوبہ بندی وفنِ تدریس: **Pedagogical Planning of th topic**

مواد مضمون/ ذیلی مواد مضمون کا بیان اور سیکھنے کی اہمیت:

درس میں دیئے مطابق مواد مضمون کا مختصر تعارف لکھیں۔ پھر غور وفکر کے توسط سے یہ تجربہ بھی لکھیں کہ یہ مواد مضمون بچّوں کو کیوں پڑھایا جانا چاہئے؟ کون کون سے اہم علوم شامل ہیں اس میں اور اس سے بچّوں کے فروغ کے کن پہلوؤں پر خاص اثر پڑے گا۔

سیکھنے۔۔۔سکھانے کے اصول/ اصولوں کے فن تدریس کا انتخاب	کچھ طریقوں کے مشورے
مواد مضمون کو پڑھانے کیلئے آپ کن کن تدریسی اصولوں کو منتخب کریں گے؟ آپ نے انہیں اصولوں کو ہی کیوں منتخب کیا۔D.El.Ed کے مختلف پرچوں اور فہرست میں دیئے گئے اصولوں کو دھیان میں رکھ کر تجزیہ ضرور لکھیں۔	عمل / تحقیق کھیل / رول۔پلے
....	اجتماعی مذاکرہ
....	اجتماعی کام
....	انفرادی کام
....	پڑھائی۔لکھائی
....	سیر وتفریح
....	فن پر مبنی تدریس
....	سوال وجواب کے طریقے
....	آئی.سی.ٹی:
....	موبائل، ٹی وی، کمپیوٹر کے ذریعہ

Functional Plan	**سیکھنے کا طریقہ/ اصولوں اور تعلیمی طریقہ کا مختصر خلاصہ**
منصوبہ	**خیال میں رکھنے، شامل کرنے لائق نکات**
....	● کیا بچّوں کے ماحول کو دھیان میں رکھا گیا ہے؟ آپ کس طرح کی مثالوں کو پیش کریں گے۔ ● بچّوں کو خود سے سیکھنے کا کتنا موقع ہے؟ انہیں سوال پوچھنے کا کتنا موقع ہے؟ ● سیکھنے۔سکھانے کا شرح اوقات کیا ہے؟ ایک سوال کا کتنا وقت اساتذہ کے متحرک ہدایت میں گزرا اور کتنا وقت بچّوں کے آزاد خیالی اور کام کرنے میں صرف ہوا؟ ● کیا چرچہ میں سماجی، تہذیبی، سیاسی وغیرہ مدعوں کو شامل کرنے کی امید ہے؟ ● این۔سی۔ایف۔2005 اور بی۔سی۔ایف۔2008 میں مذکورہ نکات کا کتنا خیال رکھا گیا ہے؟ ● کیا منصوبہ میں سماجی اور آئینی قدروں کو شامل کرنے کی امید ہے؟ ● کیا مسلسل اور جامع تعین قدر کا کوئی عمل بھی ساتھ ساتھ چل رہی ہے؟ ● اس منصوبہ کے عمل میں آپ کو کون کون سی مسائل درپیش آسکتے ہیں؟ ● اس منصوبہ میں کتنا لچیلا پن ہے؟ یا درجہ کے ماحول کے مطابق اس منصوبہ میں تبدیلی کی کتنی امیدیں ہوسکتی ہے؟ ● کیا اس منصوبہ میں جنسی احساس کا خیال رکھا گیا ہے؟ ● کیا درجہ کے آخر میں دہرانے کی کوئی ضرورت ہے؟ اگر ہاں تو کیسے کریں گے؟ ● اس مواد مضمون کے لئے کس طرح کا گھریلو کام مفید ہوگا؟
(تدریس کے بعد کیا جانے والا کام)	**معلم/معلّمہ کے ذریعہ خود مختاری کے بھاؤ کے نقطہ**

کتنے طلباء نے سوال پوچھے؟ طلباء کے ذریعہ پوچھے گئے اہم سوال کیا تھے؟ کیا اُن سوالوں کے جواب کو درجہ میں اچھی طرح سمجھایا گیا، یا پھر اگلی درجہ میں ان پر بات کرنی ہوگی؟

....

کیا جن طلباء کو مخصوص امداد یا اضافی تدریس کی ضرورت ہے، ان کی پہچان میں نے کی؟

....

مواد مضمون کے تدریس میں، میں نے کن معاون تدریسی اشیاء (ٹی ایل ایم) کا استعمال کیا؟ ان کی کیا افادیت رہی؟

....

کیا طلباء نے ان مقاصد کو سمجھا جس کے لئے یہ مواد مضمون تھا؟ اس کا احتساب میں نے کیا کہ نہیں؟

....

تدریس کے دوران مجھ کو درجہ میں کیا کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا؟ اس مواد مضمون کو اگر دوبارہ پڑھانا ہو تو میں سیکھنے کے منصوبہ میں کیا تبدیلی کروں گا/کروں گی۔

....

....

اس مواد مضمون سے متعلق ایسے سوالات جنہیں اپنے ادارے کے نصاب۔ ماہر مضمون اور منیٹر سے گفتگو کرنے کی امید ہے۔

....

کوئی دیگر تبصرہ:

....

<table>
<tr><th>مشاہدہ کرنے والے کا تبصرہ:</th><th colspan="2">تدریس کے دوران کیا جانے والا کام</th></tr>
<tr><td></td><td colspan="2">مشاہدہ کرنے والے کے ذریعہ درجہ کی عینی تبصرہ۔ جو کچھ بھی درجہ میں ہو رہا ہے اُسے سیدھے سیدھے درج کرنا۔
....
....
....
....
....
....
....
..........</td></tr>
<tr><td></td><td>درجہ میں جو کچھ بھی ہوا، اُس پر این سی ایف۔2005، بی سی ایف۔2008 اور این سی ایف ٹی ای 2009 کے ذریعہ بتائے گئے رہنما اصولوں کی روشنی میں تجزیاتی تبصرہ۔ شاگرد سے اور کیا کیا امید کی جاسکتی ہے، اس موضوع پر کچھ اہم سمجھاؤ۔
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
..........</td><td>چند رہنما اصول
● بچّوں کے وجود اور تنوع کا احترام کرنا۔
● ایک پیشہ ور معلم/معلّمہ کی شکل میں درجہ کے سیکھنے سکھانے کے عمل میں کردار ادا کرنا۔
● تنقیدی غور وفکر کی حوصلہ افزائی کرنا۔
● بہار کے علاقائی اور دیہی پس منظر کو اہمیت دینا۔
● درجہ میں جمہوری مزاج کی ماحول سازی کرنا۔
● علم کو اسکول کے باہری زندگی سے جوڑنا۔
● اس بات کو یقینی بنانا کہ پڑھائی رٹنے والے نظام سے آزاد ہو۔
● درسیات کی اس طرح تیاری کرنا کہ وہ بچّوں کے چہاررُخی فروغ کے مواقع مہیا کروائے۔
● امتحان کو نسبتاً زیادہ لچیلا بنانا اور درجہ کی سرگرمیوں سے جوڑنا۔
● ایک ممکنہ شناخت کا فروغ جس میں صوبہ کے جمہوری نظام کے تحت قومی افکار بھی شامل ہوں۔</td></tr>
</table>

منصوبہ سبق کے مراحل یا اقدامات

تدریس میں استاد منصوبہ سبق کی روشنی میں مختلف مراحل یا اقدامات سے ہوتے ہوئے گذر کر اپنی تدریس کو کمرہ جماعت میں انجام دیتا ہے۔منصوبہ سبق کے مختلف مراحل یا اقدامات مندرجہ ذیل ہیں۔

ابتدائیہ/تعارف

استاد کمرہ جماعت میں داخل ہوتے ہی بچّوں کے دھیان کو یکسوئی کرنے کے لئے جو گفتگو کرتا ہے اسے ابتدائیہ/ تعارف کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سابقہ معلومات کی جانچ

اس مرحلہ میں سبق سے متعلق بچّے کے سابقہ معلومات کی جانچ کی جاتی ہے۔متعلقہ موضوع سے متعلق بچّوں سے چند سوالات کرتے ہوئے ان کے سابقہ معلومات کی جانچ کی جاتی ہے۔یہ جانچ بہت ہی آسان اور سلیس طریقے سے استاد کرتے ہیں۔اس میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ بچّوں میں پڑھنے کی تئیں ان میں تحریک پیدا ہو۔

اعلانِ سبق

اعلانِ سبق کا تعلق پڑھائے جانے والے موادِ مضمون کے عنوان سے ہوتا ہے۔

پیش کش

اس مرحلے میں موادِ مضمون کو تعلیمی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے بچّوں کو ترتیب وار پڑھایا جاتا ہے۔

اعادہ/ جانچ

اس مرحلے میں استاد پڑھائے گئے مواد پر بچّے کی سمجھ کو جانچتا ہے۔ساتھ ہی پورے مواد مضمون کو ترتیب وار بچّوں کے سامنے دوبارہ اجاگر کرتا ہے۔

گھر کا کام

اس مرحلے میں استاد بچّوں کو گھر کا کام تفویض کرتا ہے جو کہ موادِ مضمون پر بچّوں کی دسترس مضبوط ہو اس کا پاس ولحاظ رکھتا ہے۔

تخلیقی تدریس کی ترتیبیں اور منصوبہ سبق

دنیا کا ہر ایک بچّہ ایک دوسرے سے منفرد ہوتا ہے۔ہر ایک بچّے کو سوچنے، سمجھنے سیکھنے، بولنے، بیان کرنے وغیرہ کا اپنا منفرد انداز ہوتا ہے۔ایسے میں استاد کو چاہئے کہ بچّوں کی انفرادیت کو پیش نظر رکھے۔ہر ایک بچّے کی تخلیق کی صلاحیت الگ الگ ہوتی ہے۔تعلیم کا کام بچّوں میں موجود ان کی انفرادی تخلیقی صلاحیت کو جلا بخشنا ہے یہ تخلیقی صلاحیت مختلف مشاغل کے ذریعہ بچّوں میں نکھرتی ہے۔یہی تخلیقی صلاحیت ملک وقوم کی ترقی کا باعث بنتی ہے۔تدریس کا تخلیقی طریقہ کار ہی ان صلاحیتوں کو باہر نکالنے میں تقویت پہونچاتا ہے۔حقیقت میں منصوبہ سبق میں اس بات کی پوری گنجائش ہونی چاہئے کہ بچّے کی انفرادی صلاحیت کے مطابق انہیں مختلف مشاغل، بات چیت کرنے کے بھرپور مواقع، اپنے تجسس کے اظہار اور ان کے تجسس بھرے سوالات کے تشفی بخش جواب حاصل ہوں۔منصوبہ سبق میں اس بات کی

آزادی ہونی چاہیئے کہ کمرہ جماعت میں تدریسی ماحول محدود نہ ہو بلکہ اس میں کشادگی ہو اور بچّوں کے غور وفکر کی آزادی کا پاس ولحاظ ہو۔اس سے آگے بڑھتے ہوئے استاد کو کمرہ جماعت میں بچّوں کو ذہنی آسودگی کے ماحول کا احساس دینا چاہیئے تاکہ بچّوں میں سیکھنے کے تئیں دلچسپی کا احساس زندہ رہے۔ منصوبہ سبق ہمیشہ استاد پر مرکوز نہ ہو کر طفل پر مرکوز ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ منصوبہ سبق کی روشنی میں کمرہ جماعت میں استاد کو ثانوی درجہ اور بچّوں کو درجہ اولی حاصل ہونا چاہیئے۔تخلیق تدریس ہمیشہ تدریسی اصول کے پابند ہوتی ہے۔تدریسی اصول میں معلوم سے نامعلوم، عام سے خاص، مشکل سے آسان، پاس سے دور، سہل سے پیچیدہ، علاقائی سے عالمگیریت وغیرہ شامل ہیں۔ان اصولوں کو منصوبہ سبق بناتے وقت اوراس کے اطلاق کے وقت استاد کے پیش نظر ہونا چاہیئے۔ ساتھ ہی طریقہ تدریس بچّوں کی دلچسپی، ضروریات، عمر، ماحول کے پیش نظر انتخاب کرنا چاہیئے۔تخلیقی تدریس کا رشتہ انسانی زندگی سے گہرا ہوتا ہے۔تخلیقی طریقہ کار بچوں کی تخیل کو وسیع کرتا ہے۔کسی نقطے پر دور تک اور دیر تک غور فکر کرنے کا مواقع فراہم کرتا ہے۔

☆ تخلیقی طریقہ کار کی کچھ خصوصیات کو سمجھنا منصوبہ سبق تیار کرنے کے لئے معاون ہوگا۔جو مندرجہ ذیل ہیں:

☆ درجہ میں سوچنے سمجھنے کے بھرپور مواقع۔

☆ طلباء کو اپنی بات کہنے اور لکھنے کے مواقع۔

☆ ہر طلباء کو ان کی انفرادیت اور دلچسپی کو دیکھتے ہوئے انہیں موقع دینا۔

☆ مختلف سرگرمی کرنے کے ماحول۔

☆ بچّوں کو اردو زبان کے مختلف اصناف سے متعلق ماحول مہیا کروانا۔

دوسری زبان کے ساتھ رشتہ ہموار و استوار کرنا۔

منصوبہ سبق اور تخلیقی درجاتی عمل میں رشتہ

منصوبہ سبق اور تخلیقی درجاتی عمل میں بہت گہرا رشتہ ہے۔ درجاتی عمل اس عمل کو کہتے ہیں جس میں کسی کمرہ جماعت کے اندر لکھنے، پڑھنے کا ایک تخلیقی ماحول تیار کیا جاتا ہے۔ کمرہ جماعت میں تخلیقی ماحول پیدا کرنا استاد کے لئے ایک چیلنج بھرا کام ہے۔ کمرہ جماعت کے ماحول کو تخلیقی بنانے کے لئے استاد کو منصوبہ سبق بناتے وقت گہرائی سے غور وفکر کرنا چاہیئے اور اپنے منصوبہ کی روشنی میں کمرہ جماعت میں سرگرمی کے ساتھ بچّوں کو نفسِ مضمون پر غور وفکر کرنے کے لئے متحرک کرنا چاہیئے۔

تخلیقی درجاتی عمل تدریس کو زندگی بخشتی ہے بچّوں میں غور وفکر کرنے، آپس میں بات چیت کرنے، تخیل کی اڑان بھرنے، متجسس کرنے وغیرہ میں معاون ہوتی ہے۔اس سے کمرہ جماعت کا نظم وضبط بنا رہتا ہے۔ بچّوں میں غور وفکر کرنے کی صلاحتیں پنپتی ہیں اور ان کی فکر کو ایک نئی جہت ملتی ہے۔ بچّوں میں ایک دوسرے سے مدد کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔فکر کے دروازے کھلتے ہیں۔ بچوں میں حوصلہ وتوانائی حاصل ہوتی ہے۔تخلیقی درجاتی عمل میں استاد کا کردار ایک دوست، گائیڈ اور رہنما کا ہونا چاہیئے۔منصوبہ سبق اور تخلیقی درجاتی عمل کے رشتے کو مضبوط بنانے کے لئے درجہ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے:

☆ منصوبہ سبق گہری غور وفکر کے نتیجے میں تیار کیا جائے۔

☆ بچّوں کے نفسیات کا خیال رکھا جائے۔

☆ موادِ مضمون کو ترتیب کے ساتھ پیش کیا جائے۔

☆ تدریسی معاون اشیاء کا استعمال زیادہ سے زیادہ اور برمحل ہو۔

☆ درجاتی عمل میں بچّوں کے کردار کو اول مقام حاصل ہو۔

☆ بچوں کی حوصلہ افزائی میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

☆ بچّوں کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آیا جائے۔

☆ بچّوں کو بھرپور آزادی کے مواقع فراہم کرائے جائیں۔

☆ بچّوں کو آپسی بات چیت کے مواقع حاصل ہونے چاہئے۔

☆ بچّوں میں تجسس بنائے رکھا جائے۔

☆ بچّوں کے ساتھ ہمیشہ مخلص رویہ اپنایا جائے۔

☆☆☆

Unit-V
سوالات(Questions)

1۔ منصوبہ سبق سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

2۔ ایک استاد کے لئے منصوبہ سبق کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالیں۔

3۔ تخلیقی درجاتی عمل سے کیا مراد ہے؟

4۔ تدریس کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔

5۔ اردو زبان پڑھانے میں تدریسی اکتسابی اشیاء کا استعمال آپ کیسے کریں گے؟

6۔ تدریس کے مختلف مراحل پر روشنی ڈالیں۔

☆☆☆

اکائی۔6

(Unit-6)

اردو زبان میں تشخیصی عمل/ اندازہ قدر/تعین قدر

☆ اردو زبان میں تعین قدر

☆ تعین قدر کے مقاصد

☆ تعین قدر کے طریقہ کار

☆ جانچ کے اقسام

☆ مسلسل و جامع تعین قدر

☆ مسلسل و جامع تعین قدر کی تدبیریں

اکائی۔6

(Unit-6)

اردو زبان میں تعین قدر

تعلیم کا بنیادی مقصد طلباء کی ہمہ جہت نشو ونما ہے ہم اس مقصد میں کتنا کامیاب ہوئے؟ اس میں کتنی کامیابی ملی، تعین قدر یا اندازہ قدر کے ذریعہ پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ چونکہ ہمیں ہمارے طلبا کے علمی معیار کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے تاکہ خامیوں سے روشناس ہوکر اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ پہلے امتحان کا مقصد طلباء کی علمی لیاقت کا پتہ لگانا ہوتا تھا الگ الگ مضامین میں طلباء کی علمی لیاقت کیا ہے؟ اس کا مقصد صرف وقوفی پہلو کی جانچ ہوتی تھی۔ اس امتحان کی سب سے بڑی خامی یہ تھی کہ اس میں طلباء کی شخصیت کے دیگر پہلوؤں کا خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ طلباء اسکول میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں تعلیم کے ساتھ ساتھ طالب علم زندگی جینے کے تجربات ومہارت بھی حاصل کرتے ہیں، اس سے طلبا میں سوچنے، سمجھنے، کے طریقے میں کافی تبدیلی رونما ہوتی ہیں۔ ہم جانچ یا تعین قدر کے ذریعہ معلوم کریں گے کہ طلباء کے رویے میں، شخصیت میں، سوچ وفکر میں اوران کے کردار میں کس حدتک تبدیلی ہوتی ہے، مزید اس میں کیا کرنے کی ضرورت ہے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ تعین قدر ایک وسیع ترکیب (Process) ہے۔

کسی بھی تعلیمی نظام میں داخلی اور خارجی امتحان کی حیثیت مصمم اور مسلم ہے، ہمارے موجودہ تعلیمی نظام میں نمبر کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اس کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن امتحان کا یہ پہلو کتنا درست ہے اور کس حدتک اس میں ترمیم کی جاسکتی ہے؟ اس کا محاسبہ بہت ضروری ہے۔ حالانکہ تعلیمی میدان میں اندازِ قدر پر بہت ساری کوششیں کی گئی ہیں تاہم اس میں بھی کئی خامیاں موجود ہیں۔

موجودہ تعلیمی نظام کی خامیاں:

1. تعلیمی مقاصد کے مطابق امتحان کے طریقہ کار کا فقدان۔
2. بچّوں کو سیکھنے کی آزادی فراہم نہ کرنا۔
3. تجربات پر مبنی پروگرام کا نہ ہونا۔
4. صرف وقوفی پہلو پر دھیان دینا۔
5. سال کے آخر میں سمسٹر امتحان کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

تعین قدر کا مطلب

عام طور پر ایسا سمجھا جاتا ہے کہ طلبا کے وقوفی پہلو کا جانچ ہی تعین قدر ہے لیکن تعین قدر کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ اس کے تحت وقوفی پہلو کے ساتھ ساتھ جذباتی، عملی، تخلیقی رجحان، رویوں، تصورِ فکر، شوق وعادات کا پتہ لگا کر اس میں مثبت تبدیلی لانا مقصود ہے۔ تعین قدر کی وسعت سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس کے لئے ہمیں کس طرح منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔ طلباء کی تعلیمی لیاقت کے ساتھ ساتھ اس کے کردار میں، بات چیت میں، سوچ وفکر میں، مثبت تبدیلی ہو رہی ہے یا نہیں ان کو جان کر لائحہ عمل تیار کرنے کی ہمیں مزید ضرورت ہے۔

تعلیمی میدان میں کسی علم کی تحصیل کے بعد اس کی تصدیق کے لئے سند کا ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے اس سند کو حاصل کرنے کے لئے

کسی نہ کسی امتحان سے گزرنا لازمی ہے اور اس طرح یہ درس و تدریس کا اہم حصہ ہمیشہ رہا ہے۔تعین قدر ہر زمانے میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ رائج رہا ہے، ابھی بھی جاری ہے اور اس کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔تعین قدر کا یہ طریقہ رہا ہے کہ نصاب کے خاتمے پر امتحان کا انعقاد کیا جاتا ہے اگر کوئی طالب علم اس امتحان میں ناکام ہو جائے یا کسی وجہ سے امتحان میں شرکت کا موقع نہ ہو تو انہیں پھر اس وقت دوبارہ موقع نہیں ملتا اس طرح اس طالب علم کا تعلیمی سال کی بربادی ہوتی ہے۔

تعین قدر کی تعریف:

1. ٹارگرسن اور ایڈمس کے مطابق: ''تعین قدر کا مطلب کسی چیز یا کسی ترتیب (Process) کی قیمت تعین کرنا ہے۔'' اس طرح تعلیمی تعین قدر کا مطلب تعلیمی ترتیب و سیکھنے کی عمل سے پیدا تجربے کی اہمیت، کی مضمون میں فیصلہ دینا ہے۔''
2. قیولین اور حنّا (Quillen and Hanna) کے مطابق ''تعین قدر درس تدریس کا اٹوٹ حصہ ہے۔''

تعین قدر کے مقاصد:

1. طلباء کے سیکھنے کو استحکام دینے کے طور پر

اچھے اساتذہ میں یہ خوبی ہونی چاہئے کہ وہ اپنے طلباء کی خوبیوں اور کمیوں سے واقف ہوں جس سے طلباء کی ہمہ جہت نشو ونما کے لئے مزید منصوبہ بندی کی جا سکے۔اس سے طلباء میں تعین قدر کے تعلق سے ڈر و خوف کو ختم کیا جائے۔

2. تعلیمی نظام کو استحکام دینے کے طور پر

تعلیمی نظام کو استحکام بنانے کے لئے ہمیں سب سے پہلے واضح اور اصل خامی اور خوبی کے وجوہات سے واقف ہونا ہوگا تا کہ تعلیمی نظام میں اصلاح کر کے اس کو مستحکم بنایا جا سکے۔اس کے لئے تعین قدر اور عملی تحقیق کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

3. تخلیقی عمل کے طور پر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیقی صلاحیت سے مالا مال کیا ہے جس وجہ سے ہم آج ٹکنالوجی کا بھرپور استعمال کر رہے ہیں دراصل یہ تخلیقی عمل کا میدان بہت وسیع ہے ہمیں طلباء کے اندر تخلیقی صلاحیت کو پروان چڑھانے کے لئے تخلیقی جانچ کی بھی مدد لینی چاہئے۔

4. محدود خوبیوں کو مضبوطی دینے کے طور پر

ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ تعین قدر کے ذریعہ بچّوں کی خوبیوں اور خامیوں کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ہمیں بچّوں کی خوبیوں کو جان کر ان کی خوبیوں میں کس طرح نکھار لایا جائے؟ اس کا لائحہ عمل تیار کر اس کو عملی جامہ پہنانا ہوگا جس سے بچّوں کی خوبیوں کو مضبوط کیا جا سکے۔

تعین قدر کے مقاصد کو ہم اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں:

- ☆ تدریسی مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے۔
- ☆ طلبا کی ہمہ جہت نشو ونما کی جانچ کرنا۔
- ☆ کسوٹی کے انتخاب کو مقاصد کے مدنظر رکھنا۔
- ☆ موجود تعلیمی نظام میں امتحان میں مثبت تبدیلیاں لانا۔

☆ تعین قدر کا استعمال طلبا پر مرکوز کرنا۔
☆ طلبا کی لیاقت اور ضرورت کو دھیان میں رکھنا۔
☆ تعین قدر میں نئے نئے آلات ،تکنیک اور ٹکنالوجی کا استعمال کرنا۔
☆ تعین قدر میں بچّوں کی نفسیات کا پورا خیال رکھا جانا۔
☆ تعین قدر میں موصول معطعیات(Data) کا ریکارڈ رکھنا۔
☆ تعین قدر کے معطعیات کو شماریات(Statistics) کی مدد سے سمجھنا۔
☆ زبان سیکھنے کی مختلف مراحل کو دھیان میں رکھا جانا۔
☆ تعین قدر ڈر وخوف سے پاک ہو۔
☆ تعین قدر اور تعلیم کا قریبی رشتہ ہونا۔
☆ تعین قدر طلبا،اساتذہ،ہم جماعت ساتھی اور سرپرستوں کے ذریعہ آپسی تعاون کے ذریعہ مکمل کیا جانے والا کام ہے۔

اردو تدریس میں تعین قدر کے مقاصد

☆ اردو زبان کی تدریس میں اندازہ قدر کی اہمیت۔
☆ اندازہ قدر کو کلاس روم تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔
☆ تعین قدر کو فرد کی ہمہ جہت نشو ونما کی جانچ ہونی چاہئے۔
☆ تعین قدر کو لچیلا بنانا۔
☆ تعین قدر طلباء پر مرکوز ہونی چاہئے۔
☆ رٹنے کی عادت کو کم سے کم کرنے کی کوشش کی جائے۔
☆ طلباء میں باہمی صحت مند مقابلہ پیدا کرنا۔
☆ طلباء میں خود آ گہی کی صلاحیت پیدا ہواوران کو اپنے کمزور پہلوؤں کے بارے میں پتہ چل سکے اور اس کے اندر خود شناسی کی صلاحیت پیدا ہو۔
☆ طلباء کو سیکھنے میں معاون کے طور پر۔
☆ تعلیمی نظام کو استحکام دینے کے طور پر۔
☆ تخلیقی عمل کے طور پر۔
☆ طلباء کی خوبیوں اور مہارتوں کو مضبوطی دینے کے طور پر۔
☆ پرائمری درجات میں ترتیب اور مناسبت کے رشتوں کو سمجھنے اور سمجھانے کے طور پر۔

تعین قدر کی وسعت(Scope)

تعین قدر کی وسعت بہت ہی وسیع ہے۔تعین قدر کے ذریعہ طلباء میں ہم اطلاقی تبدیلی کر سکتے ہیں۔تعین قدر کے ذریعہ فرد کے

جسمانی، ذہنی، جذباتی، اخلاقی اور عملی میدانوں میں مثبت تبدیلی ہوسکتی ہے۔

اسے مندرجہ ذیل طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے:

علم (Knowledge)

اس پہلو میں عام طور پر مواد مضمون کے تعلق سے بات کی جاتی ہے کہ طلباء کیا حاصل کئے اور کیا کیا کمیاں رہ گئی مزید اس میں کیا کرنے کی ضرورت ہے۔

تفہیم (Understand)

درس وتدریس اور دیگر ذرائع سے حاصل علم کو طلباء کہاں تک سمجھ سکتے ہیں؟ ان کی فہم میں کہاں تک اضافہ ہوا؟ اور طلباء کی سمجھ بڑھانے کے لئے کیا کیا کرسکتے ہیں۔

مہارتیں (Skills):

درس وتدریس سے طلباء نے کتنی مہارتیں حاصل کی ہیں اس میں موادِ مضمون کے ساتھ ساتھ زندگی کی مہارتیں بھی شامل ہیں یا نہیں۔

رویہ (Attitude)

طلبا کا رویہ کیسا ہے؟ کسی بھی معاملے میں ان کی سوچ وفکر اور ان کی کارکردگی ہے اس میں مثبت تبدیلی لانے کی کتنی گنجائش ہے؟

رجحان (Aptitude)

طلبا میں فطری میلانات کا پتہ لگایا جائے جس سے طلبا کا فطری رجحان پتہ چلے اور ان کے فطری رجحانات کی تربیت کی جاسکے۔

ذہانت (Intelligence)

طلبا کی ذہانت کو معلوم کرکے ہی اس کے مطابق انہیں کام دیا جائے۔ اس کے ذہانت کے معیار کے مطابق ہم طلبا کے حق میں بہتر فیصلہ کرسکتے ہیں۔

صلاحیت (Ability)

ایک معلم کے لئے طلباء کی صلاحیتوں سے واقف ہونا بہت ضروری ہے اس سے ان کی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے ان کی رہنمائی کی جاسکے۔

صحت کی جانچ

طلباء کی جسمانی، ذہنی اور جذباتی صحت کے بارے میں پتہ لگانا بہت ضروری ہے۔ جسمانی، ذہنی یا جذباتی طور سے بیمار شخص کا رویہ عام طور پر منفی ہوتا ہے اور وہ تعلیمی میدان میں کمزور ہوجاتے ہیں۔ اس لئے معلم کو چاہئے کہ طلبا کی صحت کی بھی جانچ کی جائے۔

تعین قدر کے طریقے کار

امتحان کا انعقاد مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ وقت اور ضرورت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہے۔ آزاد بھارت سے قبل سے لے کر موجودہ وقت تک اس میں تبدیلیوں پر زور دیا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ تبدیلیاں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ہنٹر کمیشن 1882ء،

کوٹھاری کمیشن 66-1964 ،قومی تعلیمی پالیسی 1986 ،قومی نصابی خاکہ 2005، بہار نصابی خاکہ 2008،حق تعلیم ایکٹ، 2009،قومی تعلیمی پالیسی 2020 تک یہ کوشش رہی ہے کہ امتحان کے مقاصد کو وسعت کیا جائے۔ساتھ ہی اس میں حرکی،عملی، جذباتی، وقوفی اور خارجی پہلو وغیرہ کی شمولیت بھی امتحان میں کیا جائے۔

تعین قدر کے لئے مختلف کسوٹی ہوتی ہیں۔درج ذیل میں اس کا ذکر ہے۔اس تعلق سے بچّوں کے بارے میں مناسب جانکاری ہونا لازمی ہے،اگر بچّوں کے بارے میں واقف نہیں ہوں گے تو یہ سودمند نہیں ہوگا۔

تعین قدر کے تعلق سے کچھ اصطلاحات (Terminology)

جانچ (Test)

تعین قدر میں جانچ ایک بنیادی وسیلہ ہے جو طلبا کے عملی کارکردگی، عادات واطوار، کردار، اخلاق وغیرہ کا احتساب کرتا ہے۔اس کے تحت ہم پہلے مقاصد کا تعین کرتے ہیں پھر ان مقاصد کی تکمیل کے لئے لائحہ عمل تیار کرتے ہیں پھر ان مقاصد کی جانچ ہوتی ہے۔جانچ کے بعد ہمیں اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ ہمارے کمرۂ جماعت میں مزید کون کون سے اقدام اٹھانے کی ضرورت ہے،اس جانچ کو ہم ہفتہ روزہ، پندرہ روزہ، جانچ میں رکھ سکتے ہیں۔

امتحان (Examination)

تعلیمی نظام میں امتحان کے بابت کافی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں موجودہ تعلیمی نظام میں امتحان کو کافی وسیع معنی میں لیا گیا ہے۔اس کے لئے Evaluation تعین قدر کی اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے۔دراصل طلبا، سرپرست کا ایک ہی مقصد رہ جاتا ہے کہ امتحان میں کامیابی حاصل کی جائے،اس وجہ کر طلباء نصابی مواد پر پوراز ور آزمادیتے ہیں اس کے لئے کتابوں سے لے کر انٹرنیٹ تک کی مدد لی جاتی ہے۔طلباء رٹنے کو زیادہ فوقیت دیتے ہیں نتیجتاً طلباء کی ہمہ جہت نشو ونما میں خلل پڑتا ہے۔امتحان میں نصابی سرگرمی کے تعلق سے ایسے سوال پوچھے جاتے ہیں جس کے بارے میں بچّوں کو یہ علم نہ ہو کہ فلاں فلاں سوالات سے سامنا ہوگا اور اس میں تحریری شکل اور زبانی دونوں طریقہ سے لیا جاتا ہے۔

پیمائش (Measurement)

پیمائش وہ عمل ہے جس میں نتیجے کو عددی صورت میں پیش کئے جاسکے۔ پیمائش میں احتساب کے دوران اس کی خوبیوں کو یا سطح کے تفریق کو پتہ کیا جاتا ہے۔آزمائش تحریری ہو یا عملی مخصوص مقاصد کے لئے اس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔اس میں اس بات کا خیال رکھنا لازمی ہے کہ اس کا نتیجہ اعداد وشماریات میں ہوسکے۔اس میں کوشش یہ ہونی چاہئے کہ طلبا کے ساتھ انصاف کیا جاسکے۔

تشخیص (Assessment)

کسی بھی شخص کے اپنی پیشہ وارانہ عمل یا درس عمل یا درس وتدریس کے متعلق اس کے آموزش کی جانچ کو تشخیص کہتے ہیں۔ یہ جانکاری جمع کرنے،وضاحت کرنے اور کسی شخص کے منصوبہ بندی یا کسی کام کا تجزیاتی عمل ہے۔تشخیص، احتساب یا پیمائش سے زیادہ وسیع سمجھا جاتا ہے۔

تعین قدر(Evaluation)

امتحان میں تعین قدر کا تصور ہی سب سے مناسب ہے۔تعین قدر میں 3H کی بات کی جاتی ہے۔

۱۔ Head وقوفی۔

۲۔ Heart تاثراتی۔

۳۔ Hand حرکی پہلو۔

اس کو بلوم کے نظریہ کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔ بلوم کے تجزیہ کے مطابق تعین قدر شخصیت کی تعمیر کے وقوفی، تاثراتی اور حرکی پہلو کا کیا جاتا ہے، سبھی پہلوؤں کے چھ حصےّ ہیں۔ان مراحل میں تعین قدر کے بعد ہی ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ بچّہ کس حد تک اکتساب میں کامیاب ہوا ہے۔

زبان میں اندازِ قدر کے اقسام و وَسائل

زبانی آزمائش

کوئی بھی آزمائش ایک خاص مقصد کے تحت کی جاتی ہے خاص کر زبان کی درس وتدریس میں زبانی آزمائش کی ایک اہمیت ہے، زبانی امتحان کا طریقہ بہت ہی قدیم ہے اس طریقے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، دورِجدید میں بھی اس کی اہمیت وافادیت مسلّم ہے۔عام طور پر مقابلہ جاتی امتحان میں تحریری امتحان کے بعد عام طور پر زبانی آزمائش بھی لیا جاتا ہے، یہ انٹرویو کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے۔ زبانی آزمائش میں حاضر جوابی، خوداعتمادی، اندازِ گفتگو، تلفظ کی ادائیگی، سوچ وفکر، تجزیہ کرنا وغیرہ مہارتوں کو جانچا جاتا ہے۔اس طرح ایسے امتحان میں طلبا اور ممتحن دونوں روبرو ہوتے ہیں ساتھ ہی ساتھ براہ راست گفتگو کے ذریعہ آزمائش کیا جاتا ہے۔اس نظام میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ کسی طالب علم کو، کسی سوال کو سمجھنے میں دشواری ہونے پر ممتحن ایسے سوال کی وضاحت کرسکتا ہے۔ یہ طریقہ چھوٹے درجات میں بہت کارگر ہے۔

تحریری آزمائش

تحریری امتحان کے ذریعہ بچّوں کی ترقی اور ان کی ہمہ جہت نشو ونما کی جانچ کی جاتی ہے۔مختلف مضامین میں طلبا کی ترقی، قدر پیائی کا ایک موثر ذریعہ تحریری امتحان ہیں۔اکادمک اور غیرا کادمک دونوں میں مفید ہے اور زیرِاستعمال بھی ہے، اکادمک میں پرائمری سطح سے لے کر یونیورسٹی سطح تک تحریری امتحان کا انعقاد کیا جاتا ہے جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

کسی مضمون کے بارے میں سمجھ، تصورات، موادِ مضمون کے تعلق سے ان کے خیالات، افکار اور معلومات کے بارے میں ہم تحریری آزمائش کے ذریعہ معلومات حاصل کرتے ہیں۔تحریری امتحان کے بارے میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ طلبا کی تخلیقیت اس میں جھلکتی ہی ہے۔اپنے معلومات کو طلبا اپنے الفاظ میں، اپنے انداز میں، پیش کرنے میں عبور حاصل کرتے ہیں اور آموزش کا اطلاق ہوتا ہے۔وقت کے ساتھ تحریری امتحان میں بھی تبدیلی آئی ہے۔فی الحال تو آن لائن تحریری امتحان بھی منعقد کیا جاتا ہے، جس سے کہ کثیر تعداد میں طلبا شرکت کر سکتے ہیں۔اس طرح وقت اخراجات، قوت کی بچت ہوتی ہے۔

عملی آزمائش

ہم فعال کمرۂ جماعت کی بات کرتے ہیں جس میں طلبا کو مشغول رکھنے کے لئے عملی سرگرمی بہت ہی ضروری ہے۔ طلباء نے عملی سر گرمیوں میں سال بھر کس طرح سے شمولیت اختیار کی ہے اوراس کا کردار کیسا رہا ہے؟ اس کی جانچ ہم عملی آزمائش کے ذریعہ کرتے ہیں مثال کے طور پر پروجیکٹ پر کام کرنا، جغرافیہ، سائنسی تجربات، دست کاری اور کھیل کود، وغیرہ کے تحت کئے گئے کاموں کو جانچنے کے لئے یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ عملی طریقے میں طلبا کو کام کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے اوران کے کاموں کا مشاہدہ بھی کیا جاتا ہے۔ عملی آزمائش میں اکتساب کا اطلاقی پہلو پر غور کیا جاتا ہے کہ طلبا نے سیکھنے کے بعد اس کو عملی میدان میں کس طرح اطلاق کیا۔

مشاہدہ

آزمائش کا ایک بہترین طریقہ مشاہداتی طریقہ بھی ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ کم خرچ میں دستیاب ہے، اس میں بہ یک وقت کسی ایک فرد کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے پورے گروہ کا بھی۔ فردکی آزمائش کے ساتھ ساتھ عملی سرگرمیوں کا مطالعہ مشاہداتی طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں تعصب داری کا بہت ہی امکان ہوتا ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی خامی ہے۔ اس کے باوجود اس کی اہمیت وافادیت مسلّم ہے۔

پیش کش

درس وتدریس میں پیش کش ایک بہت ہی اہم مہارت ہے اس کے علاوہ مختلف پیشہ ور کے لئے پیش کش بہت ہی مفید ہے۔ طالب علم یا معلم کا پیش کش کیسا ہے؟ پیش کش میں جسمانی حرکات وسکنات، انداز بیان، الفاظ کا انتخاب، نظم وضبط بھی شامل ہیں۔ ہم پیش کش کو دیکھ و سمجھ کر بھی آزمائش کرسکتے ہیں۔

تشخیصی جانچ (Diagnostic)

جب ہم ڈاکٹر کے یہاں جاتے تو ہم لفظ Diagnostic یعنی تشخیص کے بارے میں سنتے ہیں اور ہمیں لگتا ہے کہ تشخیص جانچ صرف ڈاکٹر ہی مریضوں کا کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا کوئی حصہ فطری طور پر کام نہیں کرتا تو ہمیں ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اس کا تشخیص کر کے مشورہ اور دوا تجویز کرتے ہیں۔

درس وتدریس کے میدان میں بھی تشخیص لفظ ان ہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں جو بچّے آتے ہیں ان کا تعلق مختلف سماجی، معاشی، علاقوں سے آتے ہیں، سبھی طالب علموں کی ذہنی، جذباتی عملی سطح ایک جیسی نہیں ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بہت سارے بچّے تعلیمی پسماندگی کا شکار ہوجاتے ہیں اور یہی مسئلہ ان کے اور ہمارے سامنے چیلینج بن کر ابھرتے ہیں اور یہی چیلینج ہمارے لئے آثار مرض ہیں۔ تشخیصی جانچ کے نتیجے میں یہ آثار مرض ہمارے سامنے رونما ہوجاتی ہے۔ طلبا کے آموزشی کمیوں کو تشخیصی جانچ کے ذریعہ پتہ لگاتے ہیں۔ ایک جیسا سہولت فراہم کرنے کے باوجود بھی آموزشی نتائج ایک جیسا نہیں ہوتا، اس کی سب سے بڑی وجہ طلبہ کی شخصیت ہے۔ اس کے ذریعہ بچّوں کی آموزشی مشکلات کو جان کر اس کا مناسب حل نکالا جاتا ہے۔

تدارکی طریقہ (Remedial Technique)

تشخیصی جانچ میں نتیجے کے طور پر جو دشواریاں ہمارے سامنے آتی ہیں ان دشواریوں کو کس طرح سے دور کیا جائے، اس کے لئے

تدارکی طریقے کار کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ طلباء بہتر اکتسابی مظاہرہ نہیں کرتے اور آموزشی عمل میں دشواریاں محسوس کرتے ہیں ایسے طلباء کی زیادہ گہرائی اور تفصیل سے تشخیصی جانچ کی جاتی ہے اور تدارکی طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ معمولی دشواریاں اضافی مشقی کام، تحریری مشق، سمعی و بصری امدادی اشیاء کے استعمال کے ذریعہ بھی دور کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی طالب علم کے ساتھ بڑی دشواری ہوتو اس کے لئے الگ سے معالجی لائحہ عمل تیار کیا جاتا ہے، اس کے لئے طلبا کے معاشی اور سماجی پیش منظر، ذہنی سطح اور نفسیاتی کیفیتوں کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ کبھی کبھی ماہر نفسیات کی بھی مدد لی جاتی ہے۔

تشکیلی جانچ (Formative Evaluation)

طلبا کا اسکول کے اندر داخلے کے ساتھ ہی درس وتدریس کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ اس کی جانچ بھی مختلف طریقے سے کی جاتی ہے کہ درس وتدریس میں کون کون سی کمیاں رہ گئی ہیں اور ان کمیوں کو کیسے دور کیا جائے۔ یہی طریقہ تشکیلی طریقہ ہے۔ سبق کے آخر میں تدریس کے اختتام پر جانچ کی جاتی ہے۔ دراصل طلبا کے اکتسابی عمل کی جانچ مختلف اوقات پر مختلف طریقوں سے ہمیشہ ہوتی رہتی ہے اسی کا نام تشکیلی جانچ ہے۔

تشکیلی جانچ میں مواد مضمون پر مبنی تحریری جانچ، سرگرمیوں پر مبنی جانچ، جس کے تحت سوال و جواب، مذاکرے، انٹرویو، پروجیکٹ، تقاریر، ڈرامے، بیت بازی وغیرہ عملی سرگرمیاں شامل ہیں۔ تشکیلی جانچ سے طلبا کو محرک کرنے میں مدد ملتی ہے۔ درس وتدریس کے عمل کو زیادہ موثر اور کارآمد بناتی ہے۔ یہ جانچ معلم کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ سبق کی پیش کش میں خامیوں کا جائزہ لیتے ہوئے اس میں آگے ترمیم کیا جاسکتا ہے اور اس میں طلبا کی شمولیت اور شرکت کمرۂ جماعت کو فعال بنانے میں کافی مددگار ہے۔

تکمیلی جانچ (Summative Evaluation):

یونٹ یا پورے نصاب کی تدریسی کارکردگی کے خاتمے کے بعد جو جانچ ہوتی ہے اسے تکمیلی جانچ کہتے ہیں، اس کا مقصد طلبا کے آموزشی عمل کے مطابق ڈویژن یا گریڈ دیا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر تعلیمی سال کے درمیان اور آخر میں ہوتا ہے۔ اس کے نتائج میں طلبا کے مجموعی اور ہمہ جہت کارکردگی شامل ہوتی ہے اس میں کمرہ جماعت ٹیسٹ، زبانی اور عملی کام سمسٹر کے نتائج اور سالانہ امتحان کے نتائج بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح داخلی اور خارجی دونوں طرح کے امتحانات کی تکمیلی جانچ کا حصہ ہوتے ہیں۔

زندگی کی مہارتیں (Life Skills):

زندگی کی مہارتیں فرد کو اس کی زندگی سے متعلق ذاتی نفسیاتی اور سماجی تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے قابل بناتی ہے۔ WHO نے زندگی کے مہارات کو ایسی لچکدار اور مثبت صلاحیت بتایا ہے جو افراد کو روزانہ کی زندگی کے تقاضوں اور مسائل سے نپٹنے کے لائق بناتی ہے۔ IBE انٹرنیشنل بیورو آف ایجوکیشن نے زندگی کی مہارتوں کو نظام تعلیم کا ذریعہ بتایا ہے اور اسے سماجی مہارتوں کا نام دیا ہے۔ جو آزادنہ طور پر موثر زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے۔

بچّے کی تعلیم کا مفہوم اس کی تمام صلاحیتوں کی بھر پور نشو ونما ہے جس کے لئے زندگی کے مہارتوں کی تعلیم ضروری ہے۔ علمی سطح پر مختلف تنظیموں اور کمیشنوں نے اس کی تائید کی اور کہا کہ زندگی کی مہارت کے بغیر کسی بھی ملک کے نوجوان اپنی زندگی کی مسرت حاصل کر سکے گا اور نہ ہی قومی ترقی میں ان کی صلاحیتوں کو استعمال کیا جائے گا۔ یونیسکو اور یونیسیف نے اجتماعی طور پر زندگی کے دس مہارتوں کی

نشاندہی کی ہے۔ جومندرجہ ذیل ہیں۔

1. قوت فیصلہ
2. مسائل کا حل
3. تنقیدی نظریہ
4. موثر ترسیل
5. تخلیقی فکر
6. باہمی رشتے
7. خودآگہی
8. ہم احساسی
9. غصہ اور تناؤ پر قابو
10. جذبات پر قابو

مسلسل وجامع تعین قدر (CCE)

(Continuous and Comprehensive Evaluation)

مسلسل وجامع تعین قدر سے مراد ایک ایسی مسلسل اور جامع تعین قدر سے ہے، جس کے ذریعے بچّوں کی ہمہ جہت نشوونما کا تعین قدر ہوسکے۔ مسلسل وجامع جانچ صرف طلبا کی ہمہ جہت شخصیت کو فروغ دینے میں ہی مددگار نہیں ہوتی بلکہ معلم کو بھی اپنی تدریسی مہارت اور حکمت عملیوں کو تیار کرنے میں مدد بھی دیتی ہے۔ بھارت میں مسلسل وجامع تعین قدر کی شروعات 2009 سے CBSE کے ذریعہ شروع کی گئی۔ حق تعلیم ایکٹ 2009 کے تناظر میں بھی مسلسل وجامع تعین قدر کے تصور کی وضاحت کے بعد اس سے منسلک ان دو الفاظ ''مسلسل'' اور ''جامع'' کی وضاحت علیحدہ سے کرنا بھی ضروری ہے۔

تعین قدر پر بات کرنے سے قبل آگے ایک حالات کا تجزیہ کرتے ہیں۔ پانچویں جماعت کا ایک طالب علم اپنے صدر معلم کو ایک عرضی لکھتا ہے۔ (یہ ایک فرضی واقعہ ہے) جو اس طرح ہے۔

بخدمت جناب صدر معلم صاحب   10 فروری 2023

مڈل اسکول، کیری بیر پور، ضلع۔ کشن گنج

بذریعہ: والد محترم

موضوع: میرا سالانہ امتحان کے نتیجہ کو نظر ثانی کرنے کے تعلق سے۔

عالی جناب،

گزارش خدمت یہ ہے کہ میں ابو عامر، رول نمبر۔02، درجہ۔V، آپ کے اسکول کا طالب علم ہوں۔ میں اسکول کی

طرف سے منعقد کیا گیا دوڑ کے مقابلے میں حصہ لیا تھا دوڑ کے اس مقابلہ کے دوران میدان میں گر گیا تھا اور مجھے گہری چوٹ آئی تھی اس کے باوجود میں نے دوڑ کو مکمل کیا اس ہمت اور حوصلہ کے لئے میرے تمام اساتذہ کرام نے میری تعریف بھی کی تھی۔ اسی چوٹ کی وجہ کر میں سالانہ امتحان میں شریک نہیں ہوسکا تھا۔ آج آپ سے خود ملاقات سے قاصر ہوں، لہٰذا والدمحترم کے ذریعہ درخواست بھیج رہا ہوں۔ چونکہ میں امتحان میں شریک نہیں ہوسکا اس لئے میری ترقی اگلے کلاس میں نہیں ہوئی جبکہ میرے تمام ہم جماعت ساتھی اگلے درجہ میں ترقی کر گئے ہیں۔

میں روزانہ اپنے اسکول میں حاضر رہتا ہوں، میرے تمام اساتذہ میری تعریف کرتے ہیں، میں کمرہ جماعت میں فعال رہتا ہوں اور اپنے تمام اساتذہ کرام کے سوالوں کا جواب بھی دیتا ہوں۔ ریاضی کے استاد محترم مجھ سے بہت زیادہ متاثر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ میں نصابی سرگرمیوں میں ''گاؤں کی صفائی'' میں حصہ لیتا آیا ہوں۔ میرے وارڈ میں صفائی کا نظم بہت بہترین ہے اور ہمارے گاؤں کے لوگ میری تعریف بھی کرتے ہیں اور اس وقت مجھ سے ملنے بھی آتے ہیں چونکہ میں بستر پر ہوں ساتھ ہی ساتھ میرے لئے دعا بھی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹروں نے مجھے اور کچھ دنوں تک آرام کرنے کی صلاح دیئے ہیں۔ سر! اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ اس لئے میری عرضی پر غور کیا جائے۔

آپ کا طالب علم

نام: ابوعامر

رول نمبر: 02

درجہ: V

مسلسل کے معنی

جانچ کا عمل طلبا کے آموزشی عمل کے ساتھ ساتھ تشکیلی اور تشخیصی جانچ سے گزرتے ہوئے تدارکی تدابیر کو عمل میں لاکر تکمیلی جانچ کی منزل تک پہنچتا ہے۔ اس لئے تعین قدر کے ساتھ ساتھ مسلسل کی صفت جڑی ہوئی ہے۔ دراصل مسلسل کا مطلب یہاں طلباء کے پورے تعلیمی سال کی ہمہ جہت ترقی کی پابندی سے جانچ کرتا ہے۔ پابندی سے مراد روزانہ، ہفتہ وارانہ، ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ جانچ سے ہے۔ کسی بھی تعلیمی سطح کے مطابق کلاس میں داخل ہونے کے بعد سے طالب علم کی کارکردگی کی جانچ کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔

جانچ کا یہ سلسلہ کمرہ جماعت تک ہی محدود نہیں رہتا ہے بلکہ کمرہ جماعت کے باہر بھی جاری رہتا ہے کیونکہ آموزش کا عمل مسلسل چلتا رہتا ہے خواہ صبح کی اسمبلی ہو، کتب خانہ، کھیل کا میدان، ثقافتی پروگرام، لیب، لیبارٹری ہو یا سیر وسیاحت کے مراکز ہو۔ ان سارے ذرائع کا استعمال طلبا کی مسلسل اور بہتر آموزش کے لئے ہی کیا جاتا ہے۔ جہاں آموزش ہوگی وہاں اس کی کمیت اور کیفیت کا پتہ لگانے کے لئے ہی جانچ کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے جانچ کا عمل کمرہ جماعت سے لیکر تعلیمی تفریح تک ہوتا ہے، تعلیمی سال کے شروع سے لے کر آخر تک چلنے والا یہ عمل ہے۔

جامع کے معنی

جامع لفظ کو ہمہ جہت لفظ سے بھی ہم سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کافی وسیع ہے۔ اس میں شخصیت کے تمام پہلوؤں کے تعلق سے تعین قدر کیا جاتا ہے۔ تعین قدر کے تحت شخصیت کے تمام پہلوؤں کی نشوونما کی رفتار اور کیفیت کو جانچ کے دائرے میں رکھا جاتا ہے۔ اس میں نصابی سرگرمی کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمی بھی شامل ہے۔ اس طرح ہمہ جہت کے تحت جانچ کا عمل زندگی کے ہر شعبے سے کسی نہ کسی شکل میں جڑا رہتا ہے۔ لہٰذا تعین قدر ایک وسیع معنوں کی اصلاح ہے جس کے تحت ذہنی، جسمانی اور سماجی نشوونما کی رفتار اور معیار کی جانچ مسلسل

ہوتی ہے۔اسے آسان الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جامع کے تحت آموزگار کی علمی لیاقت وصلاحیت، عادات واطوار، دلچسپیاں، رویے، زندگی کی مہارتیں، نظریات شخصی خوبیاں وغیرہ آتی ہیں۔

1956 میں بنجامن ایس بلوم نے آموزش کے مقاصد کو تین زمرے میں تقسیم کئے ہیں۔

1. وقوفی
2. تاثراتی
3. حسی حرکی

بلوم کا کہنا ہے کہ آموزش کا عمل شخصیت کے ان تینوں پہلوؤں کے زیراہتمام انجام پاتی ہیں اور یہ تینوں ایک دوسرے پر اثر انداز ہیں۔ہم ان تینوں پہلوؤں کی آموزش کی جانچ کریں گے۔

مسلسل وجامع تعین قدر کے تناظر میں ایک جدول کے ذریعہ ان پہلوؤں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وقوفی پہلو(Cognitive domain)

جدول:Table 01

نمبر شمار	مقاصد	عمل	تعین قدر
.1	معلومات(Knowledge)	پہچان کرنا، انتخاب کرنا، فہرست بنانا، جوڑنا، بیان کرنا۔	حروف تہجی اور الفاظ کی پہچان کہاں تک ہوئی؟ الفاظ اور جملوں سے کہاں تک واقف ہوئی۔ نظم کا انتخاب اور اسے دہرانا۔
.2	تفہیم(Understand)	تشریح کرنا، حقائق کو سمجھنا، نتائج اخذ کرنا۔	کسی کہانی کو اپنے الفاظ میں مختصر بیان کرنے میں کس حد تک کامیابی ملی ہے؟ کیا قواعد کے اصولوں کو سمجھ پا رہے ہیں۔
.3	اطلاق(application)	اکتساب کو عملی جامہ پہنانا، نتائج اخذ کرنا۔	کیا طالب علم استقرائی طریقہ سے قواعد کی تعریف اخذ کر پا رہے ہیں۔ کسی موضوع پر مضمون لکھنا۔
.4	تجزیہ(Analysis)	فرق کرنا، تجزیہ کرنا۔	کیا طالب علم حمد اور منقبت کے درمیان فرق کو واضح کر پا رہے ہیں۔ دو شخصیت کے درمیان موازنہ کرنے میں کتنی کامیابی ملی۔
.5	ترکیب(Synthesis)	منظم کرنا، ترتیب کرنا۔	مختلف جملوں کو جوڑ کر مضمون بنانا۔
.6	تعین قدر(Evaluation)	تنقید کرنا، نتیجے پر پہنچنا، خلاصہ	ہم نے جو اطلاق کیا اس میں کیا کیا کمیاں رہی۔ مزید اس میں سدھار کی گنجائش ہے۔

تاثراتی پہلو(Affective Domain)

تاثراتی پہلو کا تعلق طلبا کی دلچسپیوں، رویوں، احساسات، جذبات، اقدار وغیرہ کو فروغ دینے کیلئے ہیں۔تاثراتی پہلو سے متعلق طرز عمل کا تعین قدر اسی وقت ممکن ہے جب طالب علم ان کے رویوں، پسند اور جذبات کے اظہار کیلئے آزادانہ مواقع فراہم کئے جائیں۔

Table 02جدول

نمبر شمار	مقصد	عمل	تعین قدر
1.	وصول کرنا (Receiving)	محرکہ	طلبا کمرہ جماعت یا درس وتدریس میں کتنا توجہ دیتا ہے۔
2.	ردعمل (Responding)	فعال، عملی سرگرمی	رضاکارانہ طور پر طلبا کا روعمل کیسا ہے؟ کیا سوالوں کا جواب دے پا رہا ہے۔
3.	اہمیت دینا، سائنسی نظریہ کو قبول کرنا۔ (Valuing)	اہمیت دینا، سائنسی نظریہ کو قبول کرنا۔	کیا طالب علم قدروں کو قبول کرر ہے ہیں؟ اقدار کو اپنی زندگی میں کتنی اہمیت دے رہے ہیں؟
4.	تنظیم (Organization)	معیار کو برقرار رکھنا۔	عملی زندگی میں جو معیارات ہیں ان کو برقرار رکھنے میں کیا کامیابی ملی۔
5.	مجموعہ اقدار (Characterization by Value set)	مجموعی طور پر اپنے کردار میں مثبت رویہ۔	اپنی کردار سازی میں کتنی مثبت تبدیلی لایا

حسی حرکی پہلو (Psychomotor domain)

Table 03جدول

شمار نمبر	مقاصد	عمل	تعین قدر
1.	نقل کرنا (Imitation)	تقلید کے لئے نقل کرنا۔	بچّے دوسرے کے کردار سے کیا سیکھا؟ نقل سے کیا فائدہ ہوا؟
2.	ہنرمندی (Manipulation)	ہدایت کے مطابق عمل کرنا۔	بچّے ہدایتوں میں کتنا عمل کیا؟ کون کون سے کاموں کا انتخاب کیا؟
3.	احتیاط (Precision)	نتائج کی درستگی۔	طلبا نے کس شائستگی سے نتائج کو انجام دیا۔
4.	وضاحت کرنا (Articulation)	کاموں کو سلسلے وار ترتیب دینا۔	بچّے تسلسل اور ہم آہنگی کے ساتھ کاموں کو ترتیب دینے میں کتنا کامیاب رہا؟
5.	فطری پن (Naturalisation)	سیکھی ہوئی مہارتوں کو اپنی فطرت کے مطابق استعمال کرنا۔	بچّے مہارتوں کو فطری طور پر کتنا خوداعتمادی سے استعمال کیا؟

مسلسل وجامع تعین قدر کی تدبیریں

مسلسل وجامع تعین قدر کے ذریعہ فرد کی ہمہ جہت نشوونما کا جائزہ لیا جاتا ہے۔اس میں صرف علم کی جانچ مقصود نہیں ہے بلکہ ان

کے کردار، رویوں اور دلچسپیوں وغیرہ میں کی گئی تبدیلیاں آئی ہیں اس کے بارے میں بھی آزمائش کی جاتی ہیں۔ مسلسل و جامع تعین قدر کی تدبیروں کو ہم مندرجہ ذیل طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔

طلبا کے کارکردگی کا جائزہ

(i) موضوعی طریقہ (Subjective Type):

A۔ تحریری (Essay)

اس طریقہ میں طلبا سے کسی موضوع پر ایسے سوالات پوچھے جاتے ہیں جس سے مقالاتی جواب مطلوب ہوتا ہے۔

B۔ طویل جوابی (Long Answer)

ان سوالوں کے ذریعہ طلبا سے طویل جواب حاصل کیا جاتا ہے۔ مقالاتی طریقہ اور طویل جوابی سوالات میں یہ فرق ہے کہ مقالاتی میں سوال کے سبھی پہلوؤں اور طویل جوابی میں سوال کے کئی پہلوؤں کا جواب دینا ہوتا ہے۔

C۔ مختصر جوابی (Short Answer)

اس کے تحت طلبا کسی بھی سوال کا مختصر طور پر جواب دیتے ہیں۔

(ii) معروضی طرز (Objective Type):

A۔ صحیح یا غلط (True / False Type)

اس میں سوال بیانیہ طور پر لکھا جاتا ہے، طلبا کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔

B۔ خانہ کو مکمل کرنا (Completion Type)

اس میں خالی جگہ دیا جاتا ہے یا نامکمل جملہ دیا جاتا ہے طلبا سے ان جملوں کو مکمل کرنے کو کہا جاتا ہے۔

C۔ کثیر الانتخابی (Multiple Choice)

اس میں ایک سوالات کے کئی جواب ہوتے ہیں جس میں ایک صحیح یا مناسب ہوتا ہے۔ ان میں سے طلبا کو صحیح یا سب سے مناسب جواب کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔

D۔ مماثلتی طریقہ (Analogy Type)

اس قسم کے سوال میں دو قوسین ہوتے ہیں اس کی مدد سے دوسرے قوسین کے جواب کو معلوم کیا جاتا ہے۔ جیسے: آم: لیچی :: کدو: پٹل (پرول)۔

E۔درجہ بندی طریقہ(Classification Type)

اس قسم کے سوال میں چار متبادل دیئے جاتے ہیں، جن میں تین کا تعلق ایک ہی طریقے کے رشتے سے ہوتا ہے۔ چوتھا کا رشتہ ان تینوں سے الگ ہوتا ہے، اس کا ہی انتخاب کرنا ہوتا ہے۔

F۔جوڑی ملان(Matching Type)

کالم:A	کالم:B
1۔اسم آلہ	الف:بڑھایا
2۔اسم ظرف	ب:قلم
3۔اسم کیفیت	ج:قبرستان

شخصیت کا جائزہ(Personality Test)

(i) رورشا کا سیاہی کا دھبہ والا ٹیسٹ(Rorschach Ink Blot Test)

اس جانچ میں کل دس کارڈ ہوتے ہیں، ان میں سے تین کارڈ رنگین، پانچ کارڈ کالے اور سفید دو کارڈ، لال کالا اور سفید ہوتے ہیں۔اس کارڈ میں امیدوار کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ ان کو کارڈ میں کیا نظر آ رہا ہے؟

(ii) TAT ٹیسٹ(Thematic Apperception Test)

اس ٹیسٹ کا موجد مورے اور مارگن ہیں۔اس ٹیسٹ میں کل 31 کارڈ ہوتے ہیں، جن میں سے بہ یک وقت 20 کارڈ کا استعمال ہوتا ہے۔10 کارڈ مرد کے لئے 10 کارڈ عورت کے لئے مخصوص ہیں اور 10 کارڈ دونوں کے لئے ہیں۔

(iii) درجہ بندی(Rating Scale):

اس ٹیسٹ کو درجہ بندی میزان بھی کہتے ہیں۔اس کا استعمال شخصی خوبیوں کے درجات کو متعین کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

کیا آپ فٹ بال کھیلتے ہیں؟

ہمیشہ	کبھی کبھی	اکثر	ایک آدھ بار	کبھی نہیں

(iv) فہرست جانچ(Check List):

طلبا کی عادتوں، مزاج، خوبیوں، لیاقتوں وغیرہ کو فہرست جانچ کے ذریعہ مطالعہ کیا جاتا ہے۔جس خوبی یا صلاحیت کی پیائش کرنی ہوتی ہے اس کے یونٹوں کی ترتیب وار فہرست تیار کر لی جاتی ہے۔اس فہرست میں چند جملے ہوتے ہیں جنہیں مشاہدہ کرنے والا طالب علم کے خانے میں ٹک (✓) کا نشان لگا دیتے ہیں۔

ذہانت کی جانچ (Intelligence)

طلبا کی ذہانت کا اثر ان کی شخصیت کے ساتھ ساتھ آموزش پر بھی پڑتی ہے۔ ہمارے سامنے مختلف قسم کی ذہانت جانچ موجود ہے۔

(i) بنیٹ سائمن ذہانت ٹیسٹ (Binet's Simon Intelligence Test):

M.A./C.A*100=IQ.

اس کے تحت 90 سے 110 آئی۔کیو۔والے لوگ اوسط ذہانت کے مانے جاتے ہیں۔

(ii) آرمی بیٹا ٹیسٹ (Army Bita Test)

پہلی جنگ عظیم کے دوران ان پڑھ یا انگریزی زبان نہیں جاننے والے لوگوں کی بھرتی ،فوج میں کرنے کیلئے اس ٹیسٹ کو استعمال میں لایا گیا تھا۔اس ٹیسٹ میں لکیریں ،علامتوں کو پہچاننے کی صلاحیت کی جانچ ہوتی ہے۔اس کا استعمال سب سے پہلے امریکہ نے کیا۔

(iii) آرمی الفا ٹیسٹ (Army Alfa Test)

پہلی جنگ عظیم کے دوران امریکہ نے پڑھے لکھے لوگوں کو فوج میں بھرتی کے لئے اس ٹیسٹ کو استعمال کیا تھا، یہ گروہی ذہانت ٹیسٹ ہے۔

رجحانی جائزہ (Aptitude Test)

رجحان ٹیسٹ سے فرد کی وہ چھپی ہوئی صلاحیت اور رجحان کا پتہ لگایا جاتا ہے جس سے کہ وہ شخص مخصوص میدان میں اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے۔

دلچسپیوں کا جائز (Interest Test)

اس جانچ کے ذریعہ یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ فرد کا نظر کسی تصور، شخص ،اشیاء وغیرہ کے بارے میں کیسا ہے۔

اساتذہ کا مشاہدہ (Teachers Observation)

اساتذہ ہمیشہ اپنے طلبا کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں جس سے اس کی شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔مشاہدہ میں طلبا کی خوبی اور طلبا کی خامی کا مشاہدہ کر کے خوبیوں کو فروغ دیا جاتا ہے اور کمیوں کو جان کر اسے دور کیا جاتا ہے۔

تخلیقی ٹیسٹ (Creativity Test)

تخلیق کا میدان بہت ہی وسیع ہے۔اللہ تعالی نے ہر انسان کو کچھ نہ کچھ تخلیقی صلاحیت سے نوازا ہے لیکن ان میں سے کچھ ایسے بھی افراد ہیں جو تخلیقیت کے میدان میں نمایاں کارکردگی کر سکتے ہیں۔کسی فرد کی تخلیقی صلاحیت کو جانچنے کے لئے کچھ تخلیقی ٹیسٹ موجود ہیں ان میں کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مینی سوٹا تخلیقی جانچ
2۔ ٹارینس تخلیقی جانچ
3۔ باقر مہندی تخلیقی جانچ
4۔ پاسی تخلیقی جانچ

5۔ شرما انواہ اقسام طریقہ
6۔ سکسینا تخلیقی ٹیست وغیرہ۔

معاشرت پیمائی (Sociometric Test)

یہ پیمانہ دراصل کسی شخصیت کے سماجی پہلو کو جاننے کے لئے ہے۔ گروہ میں، کمرہ جماعت میں، اسکول وغیرہ میں کون سا فرد کتنا مقبول ہے اس کا پتہ اسی ٹیسٹ کے ذریعہ لگایا جاتا ہے۔

ریکارڈس (Record)

طلبا کے بارے میں جاننے کے لئے اسکول میں مختلف ریکارڈس ہوتے ہیں جسے ہم مندرجہ ذیل طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔

مجموعی ریکارڈ (Cumulative Record)

طلبا کی رہنمائی کے لئے مجموعی ریکارڈ بہت ہی ضروری ہے مجموعی ریکارڈ میں طلبا کی ہمہ گیر پہلوؤں کا معطیات (Data) مسلسل وجامع جانچ میں مددگار رہوتی ہے۔ اس کے تحت طلبا کی حاضری، کردار وغیرہ ہیں۔ کچھ ریکارڈ مندرجہ ذیل ہیں۔

A۔ ذاتی پروفائل (Personal Profile)

☆ طالب علم کا نام:
☆ درجہ (Class):
☆ تاریخ پیدائش:
☆ داخلہ کی تاریخ:
☆ اسکول چھوڑنے کی تاریخ (سابقہ اسکول):
☆ والد کا نام:
☆ والد کا پیشہ:
☆ والد کی تعلیم:
☆ والدہ کا نام:
☆ والدہ کا پیشہ:
☆ والدہ کی تعلیم:
☆ سماجی پس منظر:
☆ خاندان (Family):
☆ مستقل پتہ:

طلبا نے سابقہ میں جن اسکول سے تعلیم حاصل کی ہے

Table 04 جدول-A

شمارنمبر	سابقہ اسکول کا نام	داخلہ نمبر و تاریخ	کب سے کب تک	اسکول چھوڑنے کی وجہ	صدر معلم کا ریمارکس
1.					
2.					
3.					
4.					

تعلیمی حصولیابی (Scholastic Achivement)

اس میں طلبا کی تعلیمی حصولیابی دیکھا جاتا ہے۔

Table 05جدول-B

طالب علم کا نام:	درجہ:	سیکشن	اندراج نمبر	-	-	-
مضمون کا نام	F-1	F-2	F-3	S-1	S-2	S-3
اردو (زبان اول)						
ہندی (زبان دوم)						
ریاضی						
سائنس						
سماجی علوم						

تندرستی کا ریکارڈ (Health Record)

Table 06جدول-C

رول نمبر	طلبا کا نام	خون کا گروپ	وزن کلوگرام میں	قد سینٹی میٹر میں	سینہ سانس لینے کے بعد	سینہ سانس چھوڑنے کے بعد	کوئی بیماری	کسی قسم کا طبی امداد	اسکول کے ذریعہ لئے گئے اقدام	والدین کے ذریعہ لئے گئے اقدام
01										
02										
03										
04										
05										
06										
07										
08										
09										

ہم نصابی سرگرمی (Co-Curricular Activities)

Table 07 جدول-D

درجہ:	سیکشن:							
رول نمبر	طلبا کا نام	ادبی وثقافتی سرگرمی	کھیل کود	این۔سی۔سی۔، اسکاوٹ اینڈ گائڈ	سائنسی سرگرمی	کردار واقدار کے متعلق سرگرمی	تعلیمی تفریح	ریمارکس
01								
02								
03								
04								
05								
06								
07								

روایتی ریکارڈ (Anecdotal Record)

روایتی ریکارڈ میں معلم اپنے طلبا کے حرکات وسکنات کے مشاہدے کو درج کرتے ہیں۔طلبا فطری حالت میں کیسا ردعمل کرتا ہے؟ اس کا طرزعمل کیسا ہے؟ جیسے کوئی طالب علم اردو میں تو اچھا کرتے ہیں ساتھ ہی ساتھ گھر کا کام بھی وقت پر پورا کر دیتے ہیں لیکن ریاضیات میں گھر کا کام وقت پر مکمل نہیں کرتے اور اس میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اس میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ طالب علم کو اردو میں دلچسپی ہے لیکن ریاضیات میں دلچسپی کیوں نہیں ہے۔

خصوصیات

- ☆ فطری واقعات سے طلبا کے رویّے میں ہونے والی تبدیلی کا ثبوت حاصل ہوتا ہے۔
- ☆ یہ معطیات (Data) قابل بھروسہ ہے کہ یہ فطری ماحول میں ہوا۔
- ☆ اس میں طلبا کی کمیوں کو معلوم کرکے اس میں سدھار کیا جاتا ہے۔
- ☆ اس میں سماجی وجذباتی ربط وتعلق کے مسائل سے واقف ہوتے ہیں۔

طریقہ کار

- ☆ اندراج مختصر اور بامعنی ہو۔
- ☆ رجسٹر میں ایک درجے کے سارے طلبا کا نام ہوتا ہے، لیکن ایک کارڈ میں ایک ہی طالب علم کا نام ہو۔
- ☆ مشاہدہ کا ریکارڈ درج کرتے وقت طلبا کے نام سماجی پس منظر کو دھیان میں رکھا جائے۔
- ☆ عمر، جنس، جسمانی وذہنی پختگی کو دھیان میں رکھ کر طالب علم کے بارے میں رائے قائم کی جائے۔

تحصیلی آزمائش SAT (Scholastic Achivement Test)

ہر فرد اپنی زندگی میں مختلف قسم کے علوم وفنون اور مہارتوں کو مختلف ذرائع سے حاصل کرتے ہیں، اور اس کا اندازہ آزمائش کے ذریعہ ہی ہم معلوم کرسکتے ہیں۔ اسکول میں الگ الگ درجوں میں الگ ذہانت، سماجی پس منظر، جنس، جذبات وغیرہ کے طلبا تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ طلبا کی آموزش کا پتہ لگانے کے لئے کہ کون کون سے طلبا کس حد تک درس وتدریس میں کامیاب ہوا، اس کے لئے امتحان کے پرچے بنانے کی ضرورت ہے اور اس کے نتائج بھی مطلوب ہیں۔ ہم اسی عمل کو تعلیمی تحصیلی آزمائش یا SAT کہتے ہیں۔

تعلیمی تحصیلی آزمائش SAT کی اہمیت

- ☆ طلبا کی درجہ بندی میں مدد۔
- ☆ طلبا کی مسائل حل کرنے میں مدد۔
- ☆ ذاتی مدد کے ذریعہ طلبا میں خوداعتمادی پیدا کرنا۔
- ☆ طلبا کی رہنمائی میں مددگار۔
- ☆ مطالعہ کے لئے طلبا کی حوصلہ افزائی۔
- ☆ طریقہ تدریس میں سُدھار۔

تعلیمی تحصیلی آزمائش کے لئے صحیح منصوبہ بندی ضروری ہے۔ صحیح منصوبہ بندی اس طرح کرسکتے ہیں:

- ☆ موادِ مضمون کا گہرائی سے مطالعہ۔
- ☆ طلبا کی تفہیم اور غوروفکر کی صلاحیت سے واقف ہونا۔
- ☆ سوالات کی نوعیت اور اقسام سے واقفیت۔
- ☆ آزمائش تدریسی مقاصد کے مطابق ہو۔
- ☆ جانچ کے مقاصد کا تعین کرنا۔
- ☆ سوالات کی نوعیت اور ان کی تعداد کا تعین۔
- ☆ کل نمبروں کا تعین۔

تعلیمی تحصیلی آزمائش کے لئے جدول

Table 08:جدول

نمبر شمار	سوالات کی قسم	سوالات کی تعداد	مقررہ نمبر	فیصد
01	معروضی			
02	مختصر ترین			
03	مختصر			
04	تفصیلی			
05	کل		100	100%

سوال کی مشکل سطح کے لحاظ سے (Weightage of Difficulty level)

جدول:Table 09

نمبر شمار	سوالات کی نوعیت	نشانات	نشانات کا فیصد
01	آسان	30	30%
02	اوسط	40	40%
03	مشکل	30	30%
کل	تین سطح	100	100%

سوالات کی قسموں کے تحت مقررہ نمبر

جدول:Table 10

نمبر شمار	مقاصد	نشانات	نشانات کا فیصد
01	علم	10	10%
02	تفہیم	20	20%
03	اطلاق	25	25%
04	مہارت	14	14%
05	تجزیہ	16	16%
06	تعین قدر	15	15%
کل	چھ مقاصد	100	100%

مواد کی ترتیب اور عنوان کے لحاظ کے مطابق مقررہ نمبر

جدول:Table 11

نمبر شمار	سوال نمبر	مقاصد	خصوصیت سوال	خاص یونٹ	عنوان یا ذیلی عنوان	سوال کی قسم	دیئے گئے نمبر	دیا گیا وقت	سطح مشکلات	ریمارکس
01	02	03	04	05	06	07	08	09	10	11
02										
03										
04										
05										
06										
07										
08										
09										
10										

خاکہ(Blue Print)

جلدول:Table 12

موادمضمون	مقاصد	علم				تفہیم				اطلاق				مہارت				تجربہ				تعین قدر				جملہ
	سوال کی قسم	E	S	VS	O	E	S	VS	O	E	S	VS	O	E	S	VS	O	E	S	VS	O	E	S	VS	O	
نظم	مشکل																									
	اوسط																									
	آسان																									
نثر	مشکل																									
	اوسط																									
	آسان																									
قواعد	مشکل																									
	اوسط																									
	آسان																									
انشائیہ	مشکل																									
	اوسط																									
	آسان																									

Unit-VI
سوالات(Questions)

1۔ تعین قدر سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

2۔ اردو تدریس میں تعین قدر کے مقاصد پر روشنی ڈالیں۔

3۔ تعین قدر کے مختلف طریقہ کار کو بتائیں۔

4۔ مسلسل و جامع تعین قدر کا درس و تدریس میں استعمال کیوں کیا جاتا ہے؟

5۔ مجموعی رکاڈ (Cumulative record) کی اہمیت وافادیت بتائیں؟

☆☆☆

Bibliography

(1)	اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقۂ کار	عمیر منظر
(2)	جدید تدریس اردو	پروفیسر محی الدین بجھ
(3)	اردو املا	رشید حسن خاں
(4)	اردو اصناف نثر و نظم کی تدریس	امکار کول، مسعود سراج
(5)	اردو زبان کی تدریس	معین الدین
(6)	اردو صرف و نحو	اقتدار حسین خاں
(7)	اردو پڑھانے کا فن	ضیاء الرحمٰن اعظمی
(8)	زبان اور قواعد	رشید حسن خان
(9)	اردو زبان کی تدریس و فہم	ڈاکٹر تلمیز فاطمہ و ڈاکٹر آفاق ندیم خان
(10)	آموزش اردو	پروفیسر رضیہ تبسم
(11)	اردو کی تدریسیات	نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو، حیدر آباد
(12)	زبان کا اصولِ تدریس	SCERT، پٹنہ

☆☆☆